(جز اول) (سنہ ۱۹۳۱)
فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین
الحافظ
زیرِ حمایت
مُدیر
ایم - ایم عبداللہ

شذرات

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا آئندہ اجلاس

ریاست خیرپور سندھ سے نمائندگان نے دفتر کانفرنس کو بذریعہ برقی پیغام کے اطلاع دی ہے کہ ہزہائینس میر صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست خیرپور سندھ صدر محترم آل انڈیا شیعہ کانفرنس اجلاس سالانہ کے انتظامات میں جو کراچی میں حضور ممدوح کی سرپرستی میں منعقد ہونے والا ہے۔ سرگرم ہیں۔ اور حضور ممدوح نے تمام صوبہ سندھ و کوئٹہ کی شیعہ انجمنوں کے صدر اور سیکرٹری صاحبان کو بغرض مشورہ طلب فرمایا ہے۔ یہ مشورہ ۱۷۔ اکتوبر کو خیرپور میں منعقد ہوا۔ شیعہ کانفرنس کے دور ہائے ماسبق میں کانفرنس کی سرگرمیاں صوبجات پنجاب۔ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ و بہار تک محدود رہی ہیں۔ اور کانفرنس کی آواز دیگر صوبجات کے برادران ملک میں نہیں پہنچی۔ صوبہ سندھ میں اختلاف زبان اور دیگر وجوہ سے آج تک قومی آواز نہیں گونجی تھی۔ ہم موجودہ ارکین کو ان کی اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور حضور ممدوح ہزہائینس میر صاحب بہادر والی ریاست خیرپور کا قوم کی طرف سے بصمیم قلب شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ حضور ممدوح نے اپنی پسماندہ قوم کی طرف توجہ فرمائی۔ ہم کو یقین ہے۔ کہ سرکار والا کی سرپرستی میں قوم دن دونی ترقی کرے گی ◆

معلوم ہوا ہے کہ حسب الطلب ہزہائینس جناب میر صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست خیرپور سندھ دام اقبالہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی طرف سے تین نمائندے ریاست خیرپور گئے تھے۔ جن کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہزہائینس بالقابہ انتظامات سالانہ میں منہمک ہیں۔ حضور ممدوح نے ۲۷۔۲۸۔۲۹ ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء اجلاس کی تاریخیں مقرر فرمائی ہیں۔ چونکہ سکھر (سندھ) میں شیعوں کی آبادی زیادہ ہے۔ اس لئے حضور ممدوح نے بجائے کراچی کے سکھر میں جلسے کے انعقاد کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ لہٰذا تمام شیعی انجمنوں و ماتمی کمیٹیوں و نیز شیعہ صوبہ کانفرنسوں سے التماس کی جاتی ہے۔ کہ دو نام کسی شیعہ بزرگ قوم کے صدارت کے لئے منتخب کر کے صدر دفتر آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ میں بھیج دیں۔ یہ رائیں بشمول اُن تحریری رایوں کے جو ممبران مرکزی کمیٹی بھی عنایت فرمائیں گے۔ پیش ہو کر شمار کی جائیں گی۔ اور بکثرت آرا سے جو نام منتخب ہوگا۔ اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ لہٰذا ممبران جمعیت مرکزیہ و انجمنہائے ماتحت و صوبہ کانفرنس کے سیکرٹری صاحبان سے استدعا ہے۔ کہ جلد جلسہ کر کے دو موزوں نام تجویز کر کے صدر دفتر لکھنؤ بھیج دیں ◆

خبرِ غم

افسوس ہزار افسوس کہ سید یوسف حسن صاحب مرحوم معروف بتا میاں تعلقدار مصطفیٰ آباد ضلع رائے بریلی نے بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء یوم جمعہ کو صرف دو یوم علیل رہ کر اس دارِ فانی سے رخصت فرمائی۔ مرحوم بڑے خوبیوں کے انسان تھے۔ خداوند عالم مرحوم کو غریقِ رحمت کرے۔ اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ جملہ مومنین سے استدعا ہے۔ کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اور بعد ہر نماز سورۂ فاتحہ ہدیہ کریں۔ حضرات اہلِ سخن سے التماس ہے۔ کہ مرحوم کی تاریخ وفات کہہ کر روانہ فرمائیں یا کسی اخبار میں شائع کرادیں۔ ہم کو مرحوم کے نبیرہ سید محمد رفیع صاحب تعلقدار سے اس سانحہ میں دلی ہمدردی ہے ۔ مدیر

ماہوار رسالہ تذکراتِ دیانتی فارسی

کے متعدد نمبر ہمارے دفتر میں موصول ہو چکے ہیں۔ جو مملکتِ علیہ ایران کے بلدۂ طیبہ تبریز سے ہر مہینہ میں دو مرتبہ زیرِ نظام (جمعیت دیانت اسلامی) طبع اور شائع ہو کر ہدایت عامہ کا باعث ہوتا ہے۔ جس میں شیخ الملت والدین آقا شیخ غلام حسین آقا دامت برکاتہ کے مذاکرات و افادات عالیہ درج ہوتے ہیں۔ فارسی مذاق رکھنے والے احباب کو اس کی ضرور قدردانی کرنی چاہئے۔ سالانہ چندہ اہلِ ایران سے پانچ قران اور بیرونجات سے ۶ قران مع محصول ڈاک مقرر ہے۔ پتہ حسب ذیل ہے:۔ کوچۂ مجتہد جمعیت دیانت اسلامی تبریز (ایران)

نعتیہ کلام

در شانِ حضرت سید الانام علیہ وآلہ السلام و نیز در مدح آلہ اکرام خصوصاً جناب خامس آلِ عبا علیہ التحیہ والثناء و ذکرِ مختصر واقعہ میدانِ کربلا بطور نظم جناب مولوی تاج الدین احمد صاحب تاج نے تصنیف فرمایا ہے۔ حسنِ بیان اور لطافتِ کلام قابلِ دید اور لائقِ داد ہے۔ سید ہاشم علی شاہ صاحب جیلانی مالک شاہی کتبخانہ بیرون دہلی دروازہ لاہور سے ۲؍ کے ٹکٹ بھیج کر جلد طلب فرمائیے۔ اور محظوظ ہو جیے ۔

اعلانِ مفید

باطلاع اس امر کے کہ انجمن امامیہ سوسائٹی شہر کہنہ بریلی نے اپنی سرپرستی میں ایک علیحدہ ریڈنگ روم محلہ جھولی شہر کہنہ بریلی میں کھولا ہے جس میں علاوہ اخبار بینی کے کتب بینی کا بھی انتظام کیا ہے۔ اور روزانہ صبح ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام کو ۴ بجے سے ۶ بجے تک اخبار بینی و کتب بینی کرائی جاتی ہے امید کہ کتب و اخبار بین اصحاب بلا قید مذہب تشریف لا کر مہتمم ریڈنگ روم کو موقعہ مشکوری عطا فرمائیں گے ۔ احقر:۔ سید مستجاب حسین سیکرٹری انجمن امامیہ سوسائٹی شہر کہنہ بریلی۔ ساکن محلہ کلمی لونہ بریلی

واجب دانند کہ خود را بہ حمایت اسلام بمقابلہ پیروان اصنام انداختہ بہ تیغ زبان و سنان قلم سرہائے مخالفان انداختہ و جگرہائے حریفان مشبک ساختہ است۔ این چنین خجستہ ہستی برائے اہل اسلام کرم الہی ست و نعمت ناقتنای۔ ایزد تعالیٰ بہ طول حیات این مبارک ستی اہل اسلام را برخوردار کناد

حکمت محض است گر لطف جہان آفرین ٭ خاص کند بندۂ مصلحت عام را

دیروز کہ بال ہمای دولتم بر سر بود و بخت خجستہ ام یاور۔ نیران اشتیاق دیدار آنجناب در سینہ شرر زن بود و جانم در انتظار بر در کہ ناگہان برید صبا رفتار برات حیات جاودانی یا جام آب زندگانی در دستم داد۔ بستہ را کشادم و کشادہ را بر دل بستم و بدیدہ چیدم سروری و نوری کہ دستم داد تحریر بہ منصۂ بیعتے دو رسالہ ہا و ضمیمہ شریف کہ این دور افتادہ را بیاد آوردہ بودند سرفراز شدم۔ آری آستانۂ حضرت کریمان مخزن مقاصد سائلان است ع ومن دق باب الکریم انفتح۔ چرا نباشد ے

در صلابش کرم رسم قدیم است ٭ کریم ابن الکریم ابن الکریم است

اکنون التجا اینکہ محض توجہ اللہ تعالیٰ و رسولہ در خدام دین معاون خود قبول این قطرۂ ناچیز را ہم بخشند شاید کہ بہ توجہات حضور والا صورت درگران مایہ خواہم رفت۔ فقط

بندۂ ملتجی کنندہ:- محمد سعید حنفی مذہب۔ دوکان احمد ملک۔ محلہ درگجن۔ ڈاکخانہ کوٹھی باغ سرینگر کشمیر

خبر غم

شیعی دنیا میں یہ خبر نہایت افسوس اور حسرت سے سُنی جائے گی۔ کہ جناب سید قسمت علی صاحب حیدری رئیس جلالی ضلع علی گڑھ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء یکشنبہ ۱۰ بجے دن کے اس دار ناپائیدار سے دار القرار کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کے فرزند جناب سید علی اطہر صاحب کے ساتھ اس رنج میں ہم شریک حال ہیں۔ ناظرین الحافظ مرحوم و مغفور کی روح کو سورۂ فاتحہ سے مسرور فرمائیں۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ مدیر

ایک جدید شہر کی تعمیر

جریدۂ اطلاعات کی ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ ایران میں ایک شہر خرم آباد کے نام سے آباد کیا جا رہا ہے۔ علاوہ چار بڑے بڑے پارکوں کے ۸ چھوٹے پارک بھی بنائے جا رہے ہیں۔ اور اشجار نصب کئے جا رہے ہیں۔ پیمائش زمین و تعمیر عمارت کا کام تیزی کے ساتھ جاری ہے۔ امید کہ یہ شہر بہت جلد آباد ہو جائے گا۔

احمدیوں کے مایۂ ناز مسئلہ حیات و وفات مسیحؑ کا قرآنی فیصلہ

از افادات عالیہ

(حضور حجۃ الاسلام صدر المفسرین شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان مدظلہ)

(فرقہ احمدیہ قطع نظر اس کے کہ وہ پیغامی ہوں یا محمودی۔ لاہوری ہوں یا قادیانی۔ اس۔ مایۂ ناز مسئلہ میں متفق ہیں۔ ان کے تمام مبلغین سواء ایک اس مسئلہ کے اور کسی مسئلہ میں گفتگو کرنا ہی نہیں چاہتے۔ اور عوام الناس ناواقفیت کے باعث صرف اسی مسئلہ میں ان سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک حیات دوسرا وفات اسلئے سرکار علامہ نے علیحدہ علیحدہ ان دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ناظرین الحافظ عموماً اور احمدی حضرات خصوصاً اس کو نظر غائر سے ملاحظہ کریں + مدیر)

حیات مسیح اور صعود الی السماء

قولہ تعالیٰ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اس آیت میں مسیح علیہ السلام کے حیات اور صعود الی السماء دونوں کا ثبوت موجود ہے کیونکہ لفظ تَوَفِّیْ۔ عرب اہل لسان کی محاورات میں قبض کے معنی میں مستعمل ہے۔ اور عرف میں کہا جاتا ہے۔ وفانی فلان دراهمی۔ یعنی فلاں شخص نے دراہم میرے قبضہ میں دیدیے لہذا تَوَفِّیْ کے معنے قبضہ کے بھی ہو سکتے ہیں +

نوم کے معنی میں بھی لفظ تَوَفِّیْ استعمال ہوتا ہے۔ کما قال تعالیٰ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىکُمْ بِالَّیْلِ اور متوفیک ممیتک کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے +

وفات کے معنے لینے والوں کو اختلاف ہے۔ کہ صعود الی السماء سے پہلے مسیح علیہ السلام فوت ہوئے تھے۔ اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر گئے۔ یا کہ آسمان پر پہنچانے کے بعد زندہ کئے گئے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کتنے عرصہ کے بعد زندہ کئے گئے۔ وہ کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تین گھنٹے یا سات گھنٹے ان پر موت واقع ہوئی۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ بمجرد مر جانے کے وہ زندہ کئے گئے۔ اور ایک جماعت اس بات کی بھی قائل ہے۔ کہ وہ زندہ آسمان پر پہنچائے گئے۔ اور وہاں ان پر موت واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ نوم (نیند) کی حالت میں وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ کیونکہ نوم بھی تَوَفِّیْ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ لقولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىکُمْ بِالَّیْلِ ای ینیمکم ولقولہ تعالیٰ اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا۔

لکن شانِ نبوت کے شایاں صحیح قول یہ ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اور وہ اس وقت تک زندہ ہیں۔ اور وقت موعود پر نازل ہو کر امام ثانی عشر حضرت مہدی موعودؑ

کے ساقط الفقرا گریں گے۔ کتاب من یحضرہ الفقیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ آسمانوں میں کچھ بقعات خدا کے ہیں۔ جب کسی شخص کو خدا ان بقعات میں سے کسی بقعہ تک پہنچاتا ہے۔ تو گویا خدا نے اُس کو اپنے پاس بُلا لیا۔ کیا تم نہیں سُنتے۔ کہ عیسیٰؑ بن مریمؑ کے قصہ میں فرمایا ہے۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (بلکہ خدا نے اُس کو اپنے پاس بُلا لیا) تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر بُلائے گئے ہیں۔ تو اُون کا ایک جُبّہ پہنے ہوئے تھے جسے حضرت مریمؑ نے اپنے ہاتھ سے کاتا تھا۔ اور بُنا تھا۔ رنگ اُس کا سیاہ تھا۔ جب وہ آسمان پر پہنچ گئے۔ تو آواز آئی۔ اے عیسیٰؑ اب دُنیا کی زینت کو دُور کر دو۔ غرض مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے اور مصلوب و مقتول نہ ہونے کے ثبوت کے لئے مختلف وجوہ ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں ۔

وجہ اوّل ۔ مذکورہ آیت میں لفظ رَافِعُكَ قرینہ صحیحہ ہے۔ مُتَوَفِّيكَ اِس آیت میں یانی عاصمك من تصلك الكفار و موخرك الى اجل اكتبه لك کے معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر متوفیک ممیتک کے معنی میں ہو تو فقرہ رافعک بے معنی اور لغو قرار پاتا ہے۔ اور دوسرا قرینہ وما قتلوہ وما صلبوہ یقیناً بھی موجود ہے۔ جس میں علانیہ صلیب کا سلب اور قتل کی نفی بلفظ یقیناً کی گئی ہے۔ اِس لئے مُمیتُکَ کے معنی میں لفظ متوفیک لیا جا سکتا ہی نہیں۔ اور جنہوں نے اسکو ممیتک کے معنی میں لیا ہے۔ اُنہوں نے منشاء قرآن کے خلاف راہ اختیار کی ہے۔ فانھم قد ضلوا و اضلوا ۔

وجہ دوم ۔ یہ ہے۔ کہ قرآن میں آیا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ پ۶ ع ۲ ۔ کہ اہلِ کتاب میں سے کوئی شخص بھی باقی نہیں رہے گا۔ مگر یہ کہ اُس کو اپنے مرنے سے پہلے یا مسیحؑ کے مرنے سے پہلے مسیحؑ پر ضرور ایمان لانا پڑے گا۔ اور ظاہر ہے کہ ابھی تک یہ وعدہ پورا نہیں ہوا ہے۔ پس لازماً یہ ثابت ہوا۔ کہ جناب مسیحؑ یقیناً مرے نہیں ہیں۔ اور اُس وقت تک برابر زندہ رہیں گے۔ کہ تمام اہلِ کتاب اُن پر ضرور ایمان لائیں۔ وہی زمانہ ظہورِ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ہوگا۔ روایتوں سے بھی اسی معنی اور مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر قمی میں شہر بن حوشب سے منقول ہے۔ کہ مجھ سے حجاج نے یہ کہا۔ کہ اے شہر کتاب خدا کی ایک آیت نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ اے امیر وہ کونسی آیت ہے۔ تو اُس نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۔ اور کہا کہ میں کسی یہودی یا نصرانی کی گردن مارنے کا جب حکم دیتا ہوں۔ پھر ذرا سی اُس کو مُہلت دے دیتا ہوں۔ پھر اُس کے ہونٹ بھی حرکت کرتے نہیں دیکھتا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا پتہ چلے۔ شہر بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے۔ اِس آیت کی تاویل یہ نہیں ہے۔ جو آپ نے فرمائی۔ اُس نے کہا۔ پھر کیا ہے۔ ہم نے کہا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام قبل قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس وقت کوئی یہودی یا غیر یہودی

ایسا باقی نہ رہیگا۔ جو اُن کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔ اور حضرت مسیحؑ خود جناب مہدی موعود علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں گے۔ حجاج بولا۔ وائے ہو تجھ پر یہ تاویل تونے کہاں سے پیدا کی۔ مَیں نے کہا۔ کہ مجھ سے یہ حدیث امام محمد باقر علیہ السلام نے بروایت اپنے آباء واجداد کے بیان کی ہے۔ حجاج نے کہا کہ یہ گوہر تو ایسے چشمہ سے نکلا ہے۔ جس میں کوئی میل کچیل نہیں ہے۔ اہلسنت کے طریق میں یہ روایت مجاہدؒ ضحاکؒ۔ سدیؒ ابن سیرینؒ اور جویبر سے تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے بھی نقل کی ہے۔ اور فریقین میں متفق علیہ ہے۔ اس لئے صحیح اور یہی قابل عملدرآمد ہے۔ اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے +

وجہ سوم۔ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ پ ۳ ع ۱۳۔ اس آیت میں توفی جناب مسیح علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ نے لفظ اِنِّیْ کے ساتھ اپنی ذات مقدسہ کی طرف نسبت دی ہے۔ کیونکہ وقوع واقعہ صلیب سے قبل علم علیم متعال میں یہ قیل وقال گذر چکا تھا۔ کہ لوگ شباہت کے شبہ میں ایک غیر مسیح کو صلیب پر چڑھا دیں گے۔ اور اس مقتول کو مسیح سمجھ لیں گے۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے اس کے حیات کے متعلق یوں شہادت دی۔ کہ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ یعنی اُن کو شبہ ہؤا ہے۔ کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو سُولی دیا۔ اور قتل کر دیا۔ و حال آنکہ مسیح علیہ السلام نہ تو سُولی چڑھایا گیا۔ اور نہ قتل کیا گیا۔ کیونکہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ بمعنی اِنِّیْ عَاصِمُکَ ہے۔ کہ مَیں تیرا مارنے والا ہوں۔ اور دشمنوں سے تجھے بچانے والا ہوں۔ حدیثوں سے بھی اسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر قمی میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ جس شب کو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا ۔ اس شب کے متعلق آپ نے اپنے اصحاب سے وعدہ لیا تھا۔ چنانچہ وہ شام کو حضرتؑ کے پاس جمع ہو گئے ان سب کو حضرت نے ایک مکان میں پہنچایا۔ اور خود ایک چشمہ میں سے جو اس مکان کے کونے میں تھا۔ سر سے پانی جھاڑتے ہوئے نکلے۔ اور فرمایا کہ مجھے وحی خدا پہنچی ہے۔ کہ وہ ابھی تھوڑی دیر میں مجھے اُٹھانے والا ہے۔ اور یہود کے شر سے مجھے بچانے والا ہے۔ تم میں سے کون شخص اس کو گوارا کرے گا۔ کہ وہ میرا ہم صورت بنا دیا جائے۔ پھر وہ قتل کیا جائے۔ صلیب پر کھینچا جائے۔ مگر آخرت میں میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو۔ ان میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا۔ کہ یا روح اللہ وہ مَیں ہوں۔ فرمایا تو ہی وہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے۔ کہ صبح ہونے سے پہلے بارہ مرتبہ کفر کرے گا۔ ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ یا نبی اللہ وہ مَیں ہوں۔ فرمایا اگر تو اپنے نفس میں یہ بات محسوس کرتا ہے۔ تو وہ تو ہی ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تم میرے بعد تین فرقے ہو جاؤ گے۔ دو تو خدا پر بہتان باندھیں گے۔ اور جہنم میں جائیں گے۔ اور ایک فرقہ شمعون کی پیروی کرے گا۔ اور وہ سچا ہوگا۔ اور بہشت میں جائیگا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی گوشہ کے راستہ

سے اُٹھا لیا۔ اور اصحاب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ وہ یہودی شب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں آئے پہلے تو ان یہودیوں نے اس شخص کو پکڑ لیا۔ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ ایک شخص صبح ہونے سے پہلے بارہ مرتبہ کفر کرے گا چنانچہ اس نے صبح ہونے سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ ؑ کا بارہ مرتبہ انکار کیا۔ پھر اس نوجوان کو پکڑا۔ جو حضرت عیسیٰ ؑ کا ہمصورت ہو گیا تھا۔ وہ قتل بھی کیا گیا اور سولی بھی دیا گیا +

وجہ چہارم۔ آیت مذکو میں لفظ مُتَوَفِّیْكَ صیغہ اسم فاعل ہے۔ جو تینوں۔ زمانوں ماضی۔ حال۔ مستقبل پر شامل ہوتا ہے۔ پس اس لفظ مُتَوَفِّیْكَ سے یہ کہاں ثابت ہؤا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام مار دیئے گئے۔ کیونکہ عربی قواعد کے لحاظ سے یہ معنی تب ہو سکتے۔ اگر صیغہ ماضی کا استعمال ہوتا۔ اور یہاں تو مُتَوَفِّیْكَ اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی یوں کئے جائیں گے۔ کہ اے عیسیٰ میں تیرا مارنے والا ہوں۔ اور مفہوم یہ ہوگا۔ کہ میرے سوا تجھے نہ تو کوئی مار سکتا ہے۔ اور نہ سولی پر چڑھا سکتا ہے۔ پس لازماً مُتَوَفِّیْكَ اس جگہ عَاصِمُكَ کے معنی میں استعمال ہونا چاہئے۔ جیسا کہ شیعہ و سُنی مفسرین و محدثین نے بالاتفاق اسی معنی میں اس جگہ یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ وَذَالِكَ كَذَالِكَ وَاَنَا مِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ۔

وجہ پنجم۔ لفظ مُتَوَفِّیْكَ سے شہوات اور حظوظ بشریت کا ازالہ اور افناء بھی مُراد لیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ابوبکر واسطی نے لکھا ہے۔ کہ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ سے یہ مُراد ہے۔ کہ اے مسیح تجھ سے شہوات اور حظوظ بشریت کو میں سلب اور زائل کرنیوالا ہوں۔ کیونکہ کسی بشر کا باوجود شہوات کے آسمانوں پر صعود کرنا اور باوجود حظوظ نفسانیہ کے عالم قدسیت میں سکونت کرنا یقیناً ناممکن ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس لئے دنیاوی شہوات و لذات کو جناب مسیح ؑ سے سلب کر دیا۔ اور اس لحاظ سے وہ عالم السموات میں فرشتوں کے ساتھ بود و باش کرنے کے قابل ہو سکا۔ اور اس وقت تک وہ اسی مسکن اعلیٰ میں قیام پذیر رہیگا۔ جب تک کہ امام ثانی عشر مہدی موعود علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ تب حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر نازل ہو کر مہدی موعود علیہ السلام کی اقتداء کریں گے۔ اور زمین کو عدل و ایمان سے بھر دینے میں ان کے معاون و مددگار رہیں گے۔ یہ معنی اور مفہوم بھی معقول اور قرین صداقت ہے +

وجہ ششم۔ توفی لغت عرب میں اخذ شیٔ بتمامہ کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہے۔ التوفی اخذ الشیٔ وافیاً۔ پس وقوع واقعہ سے پیشتر علم علیم متعال میں تھا۔ کہ بعض جہال جناب مسیح ؑ کے حق میں یہ خیال کریں گے۔ کہ وہ جناب جسد مع الروح کے ساتھ آسمانوں پر صعود نہ کریں گے۔ بلکہ تنہا ان کا روح بغیر جسم کے صعود کرے گا۔ اس لئے دفعاً لِهُمْ وردّاً علیهم۔ اس آیت کریمہ میں لفظ مُتَوَفِّیْكَ استعمال کیا گیا تاکہ جسد مع الروح کے ساتھ صعود الی السماء پر دلیل اور حجت قرار پا سکے +

وجہ ہفتم۔ انسان موت کے بعد دنیا میں چونکہ منقطع الخبر والاثر ہوتا ہے۔ جناب مسیح علیہ السلام بھی آسمان پر صعود کرنے کے سبب چونکہ اہل زمین کے لئے ایک حد تک بمنزلہ منقطع الاثر ہونیوالے تھے۔ اس لیے یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کلمہ مُتَوَفِّيكَ ان کے حق میں استعمال کیا گیا ہو فلاجناح فیہ

وجہ ہشتم۔ یہ صورت بھی ممکن ہے۔ کہ لفظ مُتَوَفِّيكَ اس آیت میں اس لئے استعمال ہوا ہو۔ کہ اس سے خدا کا مقصود اس امر کو ظاہر کر دینا ہو۔ کہ اے عیسیٰؑ میں ایفا کرنے والا ہوں۔ اپنے اس وعدے کا جو تیرے متعلق میرے علم میں گذر چکا ہے۔ کہ میں تجھے آخر زمان تک آسمان پر تمام اہل ادیان کے ایمان لانے کے لئے زندہ رکھوں گا۔ اور خاص اہل کتاب کے ایمان لانے کی خبر تو خصوصیت کے ساتھ آیت وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ میں دی گئی ہے۔ پس اس لئے بھی ایفاء وعدہ سے پہلے ان کا فوت ہونا کسی طرح قرین صحت نہیں ہو سکتا فما لكم كيف تحكمون ؁

وجہ نہم۔ یہ بھی محتمل ہے۔ کہ آیت مجیدہ میں مضاف اس جگہ محذوف ہو اور مطلب یہ ہو۔ کہ یٰعیسیٰ إِنِّي مُتَوَفِّي عَمَلَكَ۔ اس طرح قرآن مجید میں کمال فصاحت وبلاغت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کثرت سے ایسی آئتیں موجود ہیں۔ جن میں مضاف محذوف اور مقدر ہے۔ لکن ظاہر بین لوگ سطحی نظر سے قرآن میں تدبر اور غور کرنے کے بسوا ہی آیتوں کے غلط سلط معنی کر کے اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں۔ اور اسلام کی تخریب کرتے رہتے ہیں +

وجہ دہم۔ یہ بھی محتمل ہے۔ کہ مُتَوَفِّيكَ مؤخر ہو اور رافِعُكَ مقدم جیسا کہ ابن عباس نے اپنی تفسیر میں بذیل آیت مجیدہ اس طرح فرمایا ہے۔ یٰعیسیٰ إِنِّي رَافِعُكَ إِلَيَّ الآن ومُمِيتُكَ بَعْدَ نُزُولِ عَلَى الْأَرْضِ۔ کہ اے عیسیٰؑ اس وقت تو میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اور پھر اس کے بعد زمین پر نازل ہونے کے وقت میں تجھے مارنے والا ہوں۔ اس قسم کی تاخیر و تقدیم بھی بکثرت آیتوں میں مسلمہ محدثین و مفسرین ہے۔ پس اس سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تفسیر کبیر فخر الدین رازیؒ اور تفسیر در منثور امام سیوطی میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ اگر اس سے انکار کیا جائے گا۔ تو بہت سی آیتوں کے معنی میں گڑبڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ جیسا کہ مجمع البیان میں مرقوم ہے۔ ان النحویون یقولون علی التقدیم والتاخیر۔ یعنے علماء نحو تقدیم اور تاخیر کے قائل ہیں اور اس آیت میں بھی ان کو تقدیم و تاخیر کا اعتراف ہے۔ جیسا کہ آیت فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ میں نذر قبل العذاب مراد ہے +

اسی طرح جناب خلیل اللہ کے قول بل فعلہ کبیرھم میں جمہور مفسرین نے تقدیم و تاخیر کا اعتراف کیا ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد نمبر ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۳ سطر ۱۴ میں فخر الدین رازی نے لکھا ہے۔ کہ اس آیت میں تعلیق بالشرط اور تقدیم و تاخیر مبتداء و خبر واقع ہوئی ہے۔ اور آیت میں تقدیر یوں ہے۔ کہ بل فعلہ کبیرھم ھذا ان کانوا ینطقون فاسئلوھم۔

اسی طرح یہاں بھی تقدیم وتاخیر ہوئی ہے۔ معالم التنزیل میں امام بغوی نے ضحاک وغیرہ جیسی ایک جماعت سے نقل کیا ہے۔ کہ ان کا مذہب اور عقیدہ بھی یہی ہے۔ کہ اِنّی مُتَوَفِّیکَ مؤخر ہے۔ اگرچہ مقدم مرتب ہوگیا ہے۔ فخر رازی اور نیشاپوری نے بھی اِس آیت میں تقدیم وتاخیر کا ذکر کیا ہے۔ پس لازماً اِس آیت میں بھی تقدیم وتاخیر کا واقعہ ہونا مسلمۂ مفسّرین ثابت ہوُا۔ اِس لئے اِس آیت سے ممات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے میں مرزا صاحب قادیانی نے صریح غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اور منشاء قرآن کے خلاف کہہ کر ایک مسلّمہ عقیدہ جمہور اہلِ اسلام کی مخالفت کی ہے۔ اور صرف اپنے کو مسیح بنانے کے لئے یہ غلط معنی اختیار کئے ہیں۔ کیونکہ صحیح معنی کرنے میں ان کی مسیحیت ہباءً منثوراً ہوجاتی ہے۔ نعوذ باللہ من النفس الامارۃ بالسوء والضلالۃ بعد الہدیٰ۔

(باقی دارد)

کربلائے ہندوستان

مزارِ مقدس شہید ثالث آگرہ رحمۃ اللہ علیہ

خاکسار ۱۶/ اکتوبر بغرض زیارت مزارِ مقدس آگرہ پہنچا۔ مدت سے بارگاہِ شہید ثالث کی زیارت کا اشتیاق تھا۔ جو خدا کے فضل و کرم سے آج پورا ہوا۔ اور ٹانگہ میں بیٹھ کر بارگاہِ قاضی صاحب میں حاضر ہوا۔ سرزمینِ ہندوستان میں اُن غریب شیعوں کے لئے جو باعثِ غربت کربلائے معلیٰ نہیں جا سکتے۔ اِس مقبول بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی دینی و دنیاوی حاجتوں سے دامنِ مُراد بھر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے مزارِ مقدس کے سیکرٹری صاحب عالی جناب مولانا سید حسن عباس صاحب دام فیوضھم سے ملاقات کا فخر حاصل کیا۔ ہندوستان و پنجاب کے مختلف شہروں سے زائرین قاضی صاحب کے دربارِ مقدس میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ زائرین کو کھانے پینے کی سخت تکلیف ہے۔ کیونکہ شہر مزارِ مقدس سے تین چار میل کے فاصلے پر ہے۔ آنے جانے میں کئی گھنٹے ضائع کرنے کے علاوہ باعثِ تکلیف بھی ہے۔ میں سیکرٹری صاحب سے مؤدبانہ التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ زائرینِ شہید ثالث کے آرام کی خاطر ایک خورد و نوش کی دوکان مزارِ مقدس کے اندر یا باہر لگوا دیں۔ اور زائرین کی تکالیف کا خاتمہ کریں۔ دروازے کی عمارت تو بڑی عالیشان تیار ہوئی ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ خانۂ خدا پر نظرِ کرم نہیں پڑتی۔ مسجد شکستہ حالت میں ہے۔ اُس کا کوئی دروازہ تک نہیں۔ جس کی وجہ سے اندر کتے بھی جا کر اُس کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ مسجد کی دری بھی بوسیدہ ہے۔ مزارِ مقدس کے اندر جتنے بھی درخت ہیں۔ وہ سب فضول ہیں۔ ان کی بجائے اگر نارنگی یا آم وغیرہ کے چند درخت لگ جائیں۔ تو چند سال کے اندر ایک بہت بڑی سالانہ آمدنی ہو سکتی ہے مزارِ مقدس کے کلید بردار جناب سید مبارک حسین صاحب و جناب سید یاور حسین صاحب دونو سگے بھائی ہیں۔ مگر افسوس کہ صرف مبارک حسین صاحب کو ہی عـ۱۰ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ جو کہ اس قحط سالی کے زمانے میں ایک آدمی کے گذارہ کیلئے بھی مشکل ہے۔ اور وہ اپنے بیوی بچوں کے علاوہ اپنے برادر سید یاور حسین صاحب کی بھی پرورش کرتے ہیں۔ زائرین کو چاہیے۔ کہ ان دونو بھائیوں کی بھی ضرور امداد کریں۔ ؏ اِنَّ اللہ لَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِین۔

سے

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

مزارِ پُر انوار شہید ثالث رحمۃ اللہ علیہ کا ایک زائر :- ولایت علی۔ از لاہور

باغِ فدک کا حقیقی حق دار

(نوشتہ جناب سید باقر رضا صاحب کوثر رضوی متوطن قصبہ ہلور ضلع بستی)

کچھ آج ہی سے نہیں تیرہ سو برس پہلے سے یہ بحث برابر چلی آ رہی ہے۔ کہ آیا خلافت مآب ابوبکر صاحب کا باغ فدک لے لینا حق تھا یا ناحق۔ اس کی حقیقی حقدار بضعۃ الرسولؐ جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا تھیں۔ یا بفحوائے (حدیث وضعی) لانورث ان سے کچھ علاقہ ہی نہیں ہو سکتا۔ خلافت کی مجارٹی (اکثریت) کا انقطاعی فیصلہ لائق وقعت ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مگر افسوس یہ صاف و صریح مسئلہ جو بین الفریقین ایک الجھی ہوئی گتھی بنا ہوا ہے۔ نہ سلجھنا تھا نہ سلجھا۔ زمانہ جانتا ہے عقل سلیم رکھنے والے واقف ہیں۔ کہ لانورث اہل تواریخ کے نزدیک ایک لایعنی مسئلہ سے کم وقعت نہیں رکھتا۔ وگرنہ انبیائے ماسبق کی عرضداشت۔ خدائے واحد و یکتا کے مراعات ایک متضاد و پیچیدہ مسئلہ بن کر یا تو ایمان ہی کا صفایا کر جائیں گے یا یہ ثابت کر دیں گے۔ کہ خلافت کی مجارٹی واحد و یکتا کے واحد حکم کے آگے ایک لایعنی تنظیم تھی۔ فدک کے واقعات کے متعلق سینکڑوں مبسوط کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ لہذا اس سے تو کسی کو انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ فدک کو حیاتِ رسول صلعم تک عام مسلمین سے وہ علاقہ نہ تھا۔ جیسا کہ غزوات کے بعد حاصل شدہ علاقوں سے ہوا کرتا تھا۔ اب غور کرنا یہ ہے۔ کہ فدک حق سیدہؑ کیسے قرار پایا؟ اس مقصد کے لیے اگر ہم اپنے بحث کو اس حد تک پہنچا دیں۔ کہ ذوی القربیٰ سے صرف اہلبیت رسولؐ مراد ہیں۔ تو عنوان بالا کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ جس وقت آیۂ ذوی القربیٰ کے شانِ نزول پر نظر جاتی ہے۔ تو اس کی حقیقت بھی عام ہوئی جاتی ہے۔ اول تو سیاق و سباق ہی اس آیۂ مبارکہ کو قرابت داروں پر محدود کر رہا ہے۔ دوسرے (موافق کتاب مقصد اقصیٰ) جبرئیل امینؑ کا بالتشریح بتا دینا وآتِ ذالقربیٰ حقہ پر کافی دلالت کرتا ہے۔ پھر معارج النبوۃ مطبوعہ نولکشور رکن چہارم صفحہ ۲۲۱ تو اور ہی تصدیق کئے دیتا ہے۔ چنانچہ بموجب تصریحات مندرجۂ بالا حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو طلب کیا اور ملکیتِ فدک کا وثیقہ لکھدیا (معارج النبوۃ) یہی وہ وثیقہ تھا جو بعد وفاتِ رسولؐ قبضۂ غاصبانہ کرنے پر دربارِ خلافت میں پیش ہوا تھا جسے صحیح باور کرتے ہوئے بھی معصومہؑ سے ثبوت طلب کیا گیا۔ وَمَنْ عِندَہٗ عِلْمُ الْکِتَاب کے شہادت کو مسترد کر دیا گیا۔ اس کی تصدیق حضرت عائشہ بھی فرما رہی ہیں۔ یہی وہ موقع تھا کہ حقوق سے محروم کر دینے کے لئے لانورث کی رٹ لگائی گئی۔ حالانکہ زبانِ قدرت سے نکلے ہوئے یہ الفاظ وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاؤدَ یعنی میراث داؤدؑ کو سلیمانؑ نے لے لیا۔ اس طلسماتی قلعہ کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ غور کرنے کی بات ہے۔ کہ اگر واقعی گروہ انبیا جو کچھ مال چھوڑتے ہیں۔ وہ

صدقہ ہوتا ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ حضرت ذکریا ایسے برگزیدہ نبی نے درگاہ صمدیت میں کیوں دعا کی؟ فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ۔ یعنے خداوندا! مجھے وہ ولی عطا کر کہ میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ کیا حضرت ذکریا علیٰ نبینا گروہ انبیا سے نہ تھے یا انبیا کے معنی رسولؐ حق نے اور ہی لیا اگر واصل انبیا سے (یقیناً) یہی حضرات مقصود ہیں۔ تو گویا رسولؐ حق نے (معاذ اللہ) کذب بیانی سے کام لیا۔ لیکن واضح رہے۔ اسی رسولؐ کے متعلق اسی برگزیدہ نبی کے بارے میں خداوندی شہادت ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی بیش بہا سرٹیفکیٹ موجود ہے۔ لہذا نہ اس نبیؐ نے غلط بیانی سے کام لیا نہ دعائے ذکریا کا وجود ہی غلط ہے۔ اس لئے لا نورث کی رٹ ہرگز نہیں صحیح ہو سکتی۔ کیونکہ اگر اسے مان لیا جائے۔ تو دونوں متذکرہ باتیں غلط ہوئی جاتی ہیں۔ جو ناممکن ہیں۔ اس لئے باغ فدک صدقہ نہ تھا۔ بلکہ حقیقتاً ترکہ رسولؐ تھا۔ اور حسب صراحت آیۂ ذوی القربیٰ اس کی حقیقی حقدار حضرت فاطمۂ ہی تھیں۔ لیکن اُسے ابوبکر صاحب نے دینے سے انکار کیا۔ یہی تو وجہ تھی۔ کہ جناب سیدۂ نے تادم زیست ابوبکر سے کلام نہ کیا (بقول صحیح بخاری) اور وصیت کی کہ اے ابوالحسن مجھے شب کو دفن کرنا اور ابوبکر میرے جنازے پر آنے پائے (شرح ابن ابی الحدید جلد ۲) اور ہمیشہ غضبناک رہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ شخص جس سے فاطمۂ غضبناک ہوں۔ اور جن کی غضبناکی صعودی منازل طے کرتی ہوئی غضبناکی خداوند قہار تک پہنچ جاتی ہے۔ کیسے مسلمان رہ سکتا ہے ✦

تیراہ کے چند تازہ حالات

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب تسلیم۔ آج کل اخبارات میں جو خبریں سرحد میں جنگی تیاری کے متعلق شائع ہو رہی ہیں۔ اُن کی اصلیت یہ ہے۔ کہ مُلا محمود نے سالگذشتہ کی طرح اُن مظلوم شیعوں سے جو کہ تیراہ سے خارج البلد کئے جانے کے بعد ادھر اُدھر اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں پھر اعلان جنگ کر دیا ہے چنانچہ معتبر ذرائع سے ہمیں معلوم ہوا کہ آجکل مُلا محمود پھر آفریدی اقوام کو جمع کر کے حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اور اسکا اصلی مقصد شیعان تیراہ کا علاقہ تیراہ سے دائمی اخراج ہے۔ مُلا مذکور نے سید محمد افضل کو جو کہ سال گذشتہ میں اس کی پارٹی کا شریک کار تھا۔ کہا۔ کہ وہ اُسے بیوے پولیس پر جو کہ حدود سرکار کی حفاظت کیلئے قایم کیگئی ہے حملہ کرے اور لڑائی شروع کرے۔ مگر محمد افضل نے اسکی اس فرمائش کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ محمد افضل کے اس انکار سے مُلا مذکور نے یہ سمجھکر کہ شاید وہ اپنے شیعہ بھائیوں سے لڑنا نہیں چاہتا۔ خود محمد افضل کی شیعہ پارٹی سے برسرپیکار ہونا ضروری سمجھتا ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ آجکل پھر تیراہ کی خونی منظر کی داستان دُہرائی جانیوالی ہے۔ جس کی خبر مدیر ترجمان سرحد نے بھی اپنے نامہ نگار کی اطلاع پر شائع کی ہے۔ (از نامہ نگار خصوصی) از سرفراز

تازہ معجزہ

اسی ۱۳۴۷ھ ہجری میں برار ضلع کا کچھ گاؤں میں ایک عجیب و غریب معجزہ ہوا۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہاں ایک سُنی میمن نے ہرن کا دو مہینہ کا بچہ مول لیا۔ اور اسکے دودھ پلانے کے واسطے ایک بکری مقرر کی۔ وہ بچہ اُس کا دودھ پیا کرتا تھا۔ مگر محرم کی نویں اور دسویں کو دودھ نہ پیا۔ اس کو پکڑ کر بکری کے تھن اس کے مُنہ میں دیئے۔ اُس نے نہ لئے اور برابر اسکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عاشورہ کے بعد گیارہویں تاریخ کو اس بچہ آہو نے خود دودھ پیا۔ یہ معجزہ بمبئی کے ایک ماہوار رسالہ میں درج ہے جس کو ایک سُنی میمن شایع کرتے ہیں۔ اور اس رسالہ کا نام میمن ہتر ہے۔ اس کے ربیع الاول کے پرچہ میں درج ہے +

چونکہ چند سال سے وہابی وخارجی و آغا خانی خوجہ عزاداری کو توڑنے کے واسطے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور بہت سی جھوٹی باتیں چھاپتے ہیں۔ یہاں تک کہ تعزیہ داری کو روکنے کے واسطے یہ بھی اشتہاروں میں چھاپتے ہیں۔ کہ تعزیہ دیکھنے سے عورت کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہنسی کی بات ہے۔ کہ کوئی جاہل سے جاہل بھی قبول نہ کرے۔ ہندوستان میں دس کروڑ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اور اکثر تعزیہ کو دیکھتے ہیں۔ تو کیا سب کے نکاح ٹوٹ گئے۔ اور جب ہر محرم میں نکاح ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو کیا ہر سال دوبارہ نکاح پڑھائے جاتے ہیں +

اور تعزیہ کو بُت خانہ کہتے ہیں۔ تو حقیقی بُت خانہ تمام مندرین ہیں۔ اور کوئی شہر اور قریہ ایسا نہیں کہ جہاں مندر نہ ہوں۔ اور کوئی ایسا دن نہ گذرتا ہوگا۔ کہ مسلمانوں کی نظریں مندروں پہ نہ پڑتی ہوں تو اس مندر کے دیکھنے سے تو بدرجہ اولیٰ نکاح ٹوٹ جانا چاہیئے۔ الحاصل خدائے تعالیٰ نے عزاداری اور تعزیہ داری کے مخالفوں کی ہدایت کے واسطے اور اتمام حجت کے لئے یہ معجزہ ایک سُنی سیٹھ کے وہاں وقلم سے ظاہر کیا۔ اور اُن ہی کے اخبار میں شایع ہوا۔ اور اس گاؤں کے تمام لوگوں نے یہ معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے +

لہٰذا مخالفوں کو مخالفت چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور شک ہو تو وہاں جا کر تحقیق کریں +

وما علینا الا البلاغ

حاجی غلام علی۔ حاجی اسمٰعیل۔ از بھاؤنگر (علاقہ کاٹھیاواڑ)

سابق الاسلام

(نمبر ۲)

(نوشتۂ السید عترت حسین صاحب۔ ہلور۔ ضلع بستی)

اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ○

سورۂ واقعہ کی اس آیت کا ظاہری مفہوم یہ ہے۔ کہ اے ہمارے حبیب سابق الاسلام وہ لوگ ہیں۔ جن سے تم بخوبی واقف ہو۔ بیان کی حاجت نہیں۔ وہی لوگ سابق الایمان جنات نعیم ہیں مقربان بارگاہ صمدی ہیں۔ تفسیر ثعلبی میں ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ میں نے علیؑ ابن ابیطالب کو کہتے ہوئے سُنا۔ انا عبد اللّٰہ و اخو رسول اللّٰہ و انا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کذاب مفتر صلیت قبل الناس سبع سنین۔ میں بندۂ خدا اور برادر رسولؐ ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں۔ سوا میرے جو شخص یہ لفظ زبان پر لائے وہ دروغگو و مفتری ہے۔ میرے سوا کوئی اس کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ تمام اصحاب سے سات برس پہلے میں نے تصدیق رسالت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ کی فضیلت میں کیا شبہ پیدا ہوسکتا ہے۔ گو اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں۔ اصحاب رسولؐ سب یکساں ہیں۔ علیؑ میں کوئی ایسی فضیلت نہیں جو دیگر اصحاب میں نہ پائی جاتی ہو۔ لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے۔ تو فضیلت امیر المومنینؑ آفتاب نصف النہار سے روشن و تابندہ ہے۔ ارشاد الٰہی میں غور کرو۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے۔ لیکن سب ایک مرتبہ پر نہیں فائز ہوئے۔ تلک الرسول فضلنا بعضہم علیٰ بعض۔ پروردگار نے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے۔ تدبر و تفکر سے کام لینا عاقلوں کا شیوہ ہے۔ لا یستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ۔ اصحاب جنت و اصحاب نار برابر ہو نہیں سکتے۔ رب العزت نے تفریق کردی ہے۔ رات اور دن دو صورتیں رکھتے ہیں۔ کفر و ایمان میں فرق ہے۔ زمین و آسمان میں تفاوت ہے۔ ان میں درجۂ مساوات قایم نہیں ہوسکتا۔ سابق الاسلام کی پگڑی دوسروں کے سر پر باندھنے والے ذرا اس واقعہ پر بھی نظر تعمق ڈالیں +

مُلا فتح اللّٰہ کاشانی تفسیر منہج الصادقین میں رقمطراز ہیں۔ کہ ضرار ابن عبد اللّٰہ ضمرہ لیثی بعد وفات علیؑ ابن ابی طالب معاویہ کے پاس آئے +

معاویہ۔ کیوں ضرار ابو ترابؑ کہاں گئے +

ضرار۔ کان عبد اللّٰہ دعاہ فاجابہٗ۔ وہ خدا کے بندے تھے۔ درگاہ کبریا میں طلب ہوئے پس چلے گئے +

معاویہ ۔ اچھا کچھ اُن کے اوصاف میرے سامنے بیان کرو +
ضرار ۔ مجھے اس سے معاف رکھئے +
معاویہ ۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ تمہیں بیان کرنا ہوگا +
ضرار ۔ خیر اگر اصرار ہے تو سُنو۔ کَانَ وَاللّٰہِ اوّل من لبّی وکبر وافضل من تقمص وَ اعلتمّ ۔ قسم بخدا جس نے سب سے پہلے دعوتِ رسولؐ کو قبول کیا۔ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی وہی جنابؑ تھے۔ جنہوں نے مہمانوں میں اونٹوں کو نحر کیا۔ سب سے پہلے کریم تر تھے۔ جن لوگوں نے جہان میں زر و سیم تقسیم کیا۔ بعد رسولؐ جس نے ترویج دین میں کوشش کی۔ سب میں آپ افضل و اعلےٰ ہیں +
معاویہ ۔ زدنی یا ضرار ۔ کچھ اور آپ کے اوصاف بیان کرو +
ضرار ۔ کَانَ وَاللّٰہ شدید القویٰ بعید المدیٰ یقول فضلاً ویحکم عدلاً ۔
وہ حضرت صاحبِ قوت اور دُور اندیش تھے۔ کوئی شخص ان کی تدبیر کار اور عاقبت اندیشی کی حد تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ آپ کی باتیں حق و باطل میں تفریق کرنے والی تھیں۔ آپ کا حکم خلافِ عدالت نہ ہوتا تھا۔ خوفِ خدا سے آپ کے رخساروں پر آنسوؤں کا دریا بہتا تھا۔ ہروقت آخرت کی فکر رہتی تھی۔ اپنے خالق کیساتھ راز و نیاز رکھتے تھے۔ جب کسی مسکین کے ساتھ بیٹھتے تھے ۔ تو ارشاد فرماتے تھے۔ مسکینٌ جالسُ مسکیناً۔ محتاج محتاج کے پاس بیٹھتا ہے۔ اہلِ ایمان کی تعظیم کرتے تھے۔ قسم بخدائے لایزال مَیں نے شبوں میں دیکھا ہے۔ کہ با نالہ وزاری خدا سے مناجات اور نفس کو عتاب کرتے تھے۔ اور کبھی دُنیائے دول سے مخاطب ہوکر فرماتے تھے۔ کہ اے دُنیا تو مجھے اپنا جلوہ دکھا کر اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے۔ سمجھ لے کہ مَیں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں۔ جس کے بعد رجعت نہیں ہے +
معاویہ ۔ کَانَ وَاللّٰہ کما ذکرت ۔ قسم بخدا علیؑ ایسے ہی تھے جیسا کہ تو نے بیان کیا۔ اے ضرار تمہیں ابوالحسنؑ کے ساتھ کس قدر محبت تھی +
ضرار ۔ جیسے مادرِ موسیٰؑ کو موسیٰؑ کے ساتھ محبت تھی +
معاویہ ۔ حضرتؑ کے مرنے کا تجھے کس قدر رنج ہے +
ضرار ۔ اُس جنابؑ کے غم میں میرا یہ حال ہے۔ جس طرح کسی ماں کی گود میں اُس کا فرزند ذبح کر دیا جائے +
شاعر ۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء ۔
ع ۔ ت ۔ درحقیقت فضیلت واقعی وہی ہے۔ جسے دشمن بھی تسلیم کرلیں +
(باقی آیندہ)

مہدی موعود علیہ السلام

(نمبر ۳)

گذشتہ سے پیوستہ

(مقتبس از رسالہ "مہدی موعود" مصنفہ حضرت شمس العلما حجۃ الاسلام سرکار علامہ حائری مجتہد العصر دام ظلہ)

مہدی قادیانی کے عقاید فاسدہ اب ذیل میں ہم مرزا قادیانی مدعی مہدویت کے بعض عقائد جو قرآن و حدیث اور جمہور اہل اسلام کے بالکل مخالف ہیں۔ اسی کی مصنفات مشہورہ سے درج کرتے ہیں۔ تاکہ تمام اہل اسلام و ایمان واقف ہو جائیں۔ کہ ایسا شخص نہ صرف دعویٰ مہدویت ہی میں کاذب ہے۔ بلکہ وہ مخرب اسلام اور مخالف دین مبین بھی ہے +

اوّل۔ مرزا قادیانی کا خدا (عاجی) ہے۔ اور لغت میں عاجی ہاتھی دانت یا گوبر کو کہتے ہیں۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶ میں مرزا جی نے لکھا ہے "ہمارا خدا عاجی ہے۔ اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ انتہی بلفظہ۔

دوم۔ مرزا فرشتوں کا قائل نہیں۔ اور حوادث عالم کو سیارات کی تاثیر مانتا ہے۔ بقولہ۔ "ملائکہ وہ روحانیات ہیں۔ کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ یا سانبرو یدکے موافق ارواح کواکب ان کو نام زد کریں۔ یا نہایت طریق سے ملائکۃ اللہ کا ان کو لقب دیں۔ درحقیقت یہ ملائکہ ارواح کواکب اور سیارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں۔ اور عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ انہیں سیاروں کے قوالب اور ارواح کی تاثیرات سے ہو رہا ہے" ملخصاً بلفظہ صفحات ۳۳-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۶۷۔ کتاب توضیح المرام +

سوم۔ مرزا کہتا ہے۔ کہ نبیوں نے جھوٹ بولا۔ بقولہ "ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیشینگوئی کی۔ اس میں وہ جھوٹے نکلے۔ اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مارا گیا۔ ملخصاً بلفظہ صفحہ ۶۲۸-۶۲۹۔ ازالہ اوہام +

چہارم۔ مرزا کے خیال میں حضرت سلیمانؑ و جناب مسیح علیہما السلام کے معجزات محض عقلی بیہودہ از قسم شعبدہ بازی اور لوگوں کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ بقولہ "بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمانؑ کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ ان دونوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ بلفظہ صفحہ ۳۰۲ ازالہ اوہام +

پنجم - مرزا کے عقیدہ میں پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کی بھی وحی غلط نکلی۔ بقولہ "حضرت رسولخدا صلعم کی اور وحی غلط نکلیں تھیں۔ ملخصاً صفحات ۶۸۸ - ۶۸۹ - ازالہ اوہام +

وقولہ "اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم پر ابن مریمؑ اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو۔ اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یاجوج ماجوج کے عمق تک وحی آلہی نے اطلاع دی ہو۔ اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی ہو" بلفظہ ص ۶۹۱ ازالہ اوہام +

ششم - مرزا کے نزدیک مسیح علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے۔ بقولہ "حضرت مسیح ابن مریمؑ اپنے باپ یوسف کیساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے" بلفظہ ص ۳۰۳ ازالہ اوہام +

ہفتم - مرزا پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے معراج سے منکر ہے۔ بقولہ "سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ بلفظہ ص ۴۷ - ازالہ اوہام +

ہشتم - مرزا کے خیال میں قرآن میں گالیاں دی گئی ہیں۔ بقولہ "قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت کلامی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ بلفظہ ص ۲۵ و ۲۶ ازالہ اوہام۔

وقولہ "اُس نے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں۔ استعمال کئے ہیں۔ ملخصاً بلفظہ صـ۲۷ ازالہ اوہام +

نہم مرزا کے اعتقاد میں ختم نبوت نہیں ہوئی۔ بقولہ "اگر عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے۔ اور وحی جو انبیا پر نازل ہوتی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے۔ مَیں کہتا ہوں۔ کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے۔ اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس اُمت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے"۔ بلفظہ صـ۱۸ توضیح المرام +

دھم۔ مرزا باوجود خود مدعی مہدویت ہونیکے امام مہدی کے آنے کا قائل نہیں ہے۔ بقولہ "محققین کے نزدیک مہدیؑ کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے"۔ بلفظہ صـ۴۵۷ ازالہ اوہام +

وقولہ "امام مہدیؑ کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے"۔ بلفظہ صـ۵۱۸ ازالہ اوہام +

یازدھم۔ مرزا پادریوں کو دجال مانتا ہے۔ بقولہ "پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے۔ کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے۔ جو ٹڈی کی طرح دُنیا میں پھیل گیا ہے۔ بلفظہ صـ۴۹۵-۴۹۶ ازالہ اوہام و انجام آتھم و ضمیمہ +

دوازدھم۔ مرزا خر دجال ریل کو سمجھتا ہے۔ بقولہ "وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں تو اور کیا + صـ۶۸۵ ازالہ اوہام +

سیزدھم۔ مرزا کے نزدیک یاجوج ماجوج انگریز اور روس ہیں۔ بقولہ "یاجوج و ماجوج سے دو قومیں انگریز اور روس مراد ہیں۔ اور کچھ نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۵۰۲ و ۵۰۸۔ ازالہ اوہام +

چہاردھم۔ مرزا علما کو دابۃ الارض مانتا ہے۔ بقولہ "دابۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں۔ جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔ بلفظہ ملخصاً صـ۵۱۰۔ ازالہ +

پانزدھم۔ مرزا دخان کا بھی منکر ہے۔ بقولہ "دخان سے مراد قحط عظیم و شدید ہے"۔ صـ۵۱۳ ازالہ اوہام +

شانزدھم۔ مرزا مغرب سے بھی آفتاب نکلنے کا منکر ہے۔ بقولہ "مغرب کیطرف سے آفتاب کا چڑھنا

یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ ممالک آفتاب سے منور کیئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔
بلفظہ صفحہ ۵۱۵۔ ازالہ اوہام +

ہفدھم۔ مرزا کو عذاب قبر سے بھی انکار ہے۔ بقولہ "کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔ ص۵۱۴ ازالہ اوہام

ہجدھم۔ مرزا تناسخ کو بھی صحیح مانتا ہے۔ بقولہ " ہفتصد و ہفتاد قالب دیدہ ام۔ بارہا چوں سبزہ ہا روئیدہ ام" ص۸۴ کتاب ست بچن مصنفہ مرزا مطبوعہ ۱۸۹۵ء

وقولہ "ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل جاری ہے۔ یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ وجدیدہ سے ثابت ہے۔ کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پاکر معدوم ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا بدن بدلکر ما یتحلل ہو جاتا ہے" بلفظہ ص۱۰ جنگ مقدس ۱۲۔ مئی سے ۵۔ جون ۱۸۹۳ء

غرض مرزا صاحب کے ایسے عقائد اس قدر ہیں۔ کہ اگر اس کی کتابوں سے سب کو جمع کیا جائے۔ تو کوئی مجلد بھی اسکے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ بطور نمونہ یہ چند عقیدے اس کے میں نے اس جگہ لکھدیئے ہیں۔ تاکہ اہل اسلام ایسے مخربان دین کے دھوکوں سے بچیں۔ کیونکہ اس مہدی قادیانی نے توہین خدا۔ توہین انبیاء۔ توہین اسلام۔ توہین علماء اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے لکھا ہے ؎

صد حسینؑ است در گریبانم

اور حضرت عیسےٰؑ کے متعلق لکھا ہے۔ ؎ عیسیٰؑ کجاست تا بنہد پا بمبرم۔ اور انہوں نے **ضمیمہ الہامی** میں پہلے تو مولوی صاحبان کو اس طرح سخت گالیاں دی ہیں۔ مثلاً یہودی بدذات۔ مردار خوار۔ گندی روح۔ بے ایمان۔ اندھے۔ کتے وغیرہ وغیرہ بعد اس کے حضرت عیسیٰؑ پر سخت زبان درازی کی ہے۔ جس سے ہر سچے مسلمان کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ ایک اولوا العزم پیغمبر کی کیا توہین ہو سکتی ہے۔ کہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ (معاذ اللہ) ایک زناکار کنجری نے آپ (مسیحؑ) کے سر پر ناپاک اور حرام کی کمائی کا عطر ملا۔ اور انہوں نے اس کو بغل میں لیا۔ وغیرہ وغیرہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ایسا شخص تو اسلام میں نہیں رہ سکتا۔ پھر اہل اسلام کا امام یا مہدی کیونکر بن سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام مذکورہ عقائد مرزا صاحب کے بالاتفاق مخالف اسلام ہیں +

اب ناظرین کو اس مختصر و مفید مضمون سے کم از کم مرزائی حقیقت روشن ہو جائے گی۔ کہ اس مدعی کاذب نے احکام الٰہی اور فرامین رسالت پناہی کی تخریب میں کس قدر کوشش بلیغ کر کے دنیا جمع کی ہے۔ اور نفس امارہ کی پیروی میں کیا کچھ مرزا نے نہیں کیا مگر حشرات الارض ہیں۔ جو ایسے شخص کو بھی صادق سمجھ کر کیا کچھ نہیں مانتے +

دوستو! غائر نظر ڈالو۔ کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے اوصاف جو صحیح حدیثوں میں آئے ہیں۔ ان سے یہ واضح اور روشن ہے۔ کہ ظہور مو فور السرور پر صلیب پرستی اور کفر۔ بنیاد سے

مٹ جائے گا۔ بتاؤ؟ کہ اِس مہدی کاذب نے عمر بھر میں ایک اینٹ بھی کفر یا صلیب پرستی کی گرائی۔ ان سے تو یہ بھی نہ ہوسکا۔ کہ سو دو سو صلیب پرست ہی ان پر ایمان لاتے پھر انہوں نے کیا کیا بجز اسکے کہ تہتر فرقوں کی مختلف شاخوں میں مرزائیت کی ایک اور شاخ کا اضافہ کردیا۔ پھر اس کو مہدی موعود مانو تو کیوں۔ دوسروں سے اس کی مہدویت منواؤ تو کیسے۔ وعدہ یملاء الارض قسطاً وعدلاً تو پورا نہ ہوا کما ملئت ظلماً وجوراً میں اضافہ ضرور ہوا۔

کس قدر افسوس ہے۔ کہ ان کی جماعت میں جو نیک طبع لوگ ہیں۔ وہ اِس میں غور نہیں کرتے۔ کہ مرزا صاحب مجدد ہوئے۔ مہدی ہوئے۔ مسیح ہوئے۔ نبی ہوئے۔ رسول ہوئے۔ ابن اللہ بنے۔ غرض کیا تھے کیا بن گئے۔ مگر اس عرصۂ دراز میں اسلام اور مسلمانوں کو ان سے کیا نفع پہنچا۔ سو پچاس کی بھی ترقی نہ ہوئی۔ بلکہ ان کو نہ ماننے والے چالیس کروڑ مسلمان بھی ان کے نزدیک کافر ہوگئے۔ ایسے روشن حالات کے ہوتے ہوئے بھی تعجب ہے۔ کہ اُن کی جماعت جو معدودے چند نفوس ہیں۔ اِن باتوں کو نہیں سمجھتے۔ اور ضد وہٹ پر اڑے ہوئے ہیں۔ کہ ایمان جائے۔ بات نہ جانے پائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ نعوذ باللہ من النفس الامارۃ بالسوء والضلالۃ بعد الہدی

کتاب حبل العارفین در شرح اصول دین کہ مؤلفہ حکیم سید احمد حسین صاحب زیدی اعظمگڈھی میرپوری بغرض تقریظ دفتر میں موصول ہوئی ہے بعض مقامات اسکے ملاحظہ سے گذرے ماشاءاللہ یہ کتاب اپنے فن میں لاجواب ہے جسمیں وجود باریتعالیٰ و توحید و صفات ثبوتیہ و سلبیہ و عدالت پروردگار و نبوت و امامت و رجعت و قیامت و جنت و جہنم کے تفصیلی حالات مع ثبوت مرقوم ہیں۔ انبیا و آئمہ کی عصمت کا ثبوت و دیگر مذاہب کے خیالات اور اسکے بطلان امامت کا منصوص من اللہ ہونا علیؑ ابن ابی طالب کا خلیفہ بلا فصل ہونا بارہ اماموں کی امامت حضرت علیؑ کا تمام صحابہ سے ہر صفت میں افضل ہونا اور اہلبیتؑ کے فضائل ان کی شان میں جتنی آیتیں نازل ہوئیں ہیں۔ یہ سب مع ثبوت کے اہل خلاف کی احادیث و تفسیر سے مع نام کتاب و نمبر صفحہ و سطر کے تحریر کئے گئے ہیں۔ مذہب شیعہ کا حق ہونا و سوالات یہود و نصاریٰ اور جوابات امیرالمومنینؑ آپ کا ہر جنگ میں نصرت رسولؐ کرنا۔ واقعہ عید مباہلہ و عید غدیر وغیرہ کا ثبوت دلیل عقلی نقلی و نیز اہل خلاف کی کتابوں سے مع حوالہ صفحہ و سطر مندرج ہیں۔ اور اصحاب ثلاثہ کیونکر خلیفہ ہوئے۔ اُن کا اہلبیتؑ پر ظلم کرنا۔ باغ فدک کا ثبوت اور غصب کرنا اور انکی خلافت کی کیفیت اور اس کا بطلان یہ سب انہیں کی کتابوں سے مع ثبوت کے لکھے گئے ہیں۔ الغرض ان امور کے ثبوت ہر عنوان سے خوبی کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ ہر شیعہ کے دیکھنے کے قابل کتاب ہے۔ ایک مرتبہ منگوا کر ملاحظہ فرمایئے۔ لکھائی چھپائی و کاغذ بہت نفیس ہے۔ ۳۳۲ صفحہ کی کتاب ہے قیمت مجلد عہ غیر مجلد ۱۲ ایک درجن سے خریدار کو فی کتاب ۴ر کمیشن ملیگا۔ کتاب ملنیکا پتہ :- حکیم سید احمد حسینؑ صاحب مقام کوکڑ۔ ضلع بہاونگر کاٹھیاواڑ

اعلیٰ حضرت شہنشاہ ایران اور پردہ

اعلیٰ حضرت شہنشاہِ ایران نے اپنی ایک تازہ تقریر میں اس امر کی سخت مخالفت کی تھی۔ کہ مجلس ملیہ ایران میں ایرانی عورتوں کے لئے ایک غرفہ قایم کیا جائے۔ جس سے وہ بحیثیت تماشائی مجلس کی کارروائیوں کو سُن اور دیکھ سکیں۔ ذیل میں ہم اُس تقریر کو بلفظہ درج کئے دیتے ہیں۔ جو آپ نے ۱۶ ستمبر ۲۸ء کو بعض ممبران مجلس ملیہ کے روبرو ارشاد فرمائی تھی۔ اور جس سے معلوم ہوگا۔ کہ وہ شہنشاہ اسلام پردہ پر یہ تک گوارا نہ کر سکے۔ کہ مجلس ملیہ ایران میں عورتیں ایک علیحدہ غرفہ میں بیٹھ کر مجلس کی کارروائیوں کو دیکھ سکیں وہ اس کو کب گوارا کر سکتا ہے۔ کہ ایران سے پردہ اُٹھا دیا جائے۔ اس تمام پروپگنڈا کا جو ایران کے خلاف عالم اسلامی کو ہیجان میں لانے کے لئے اغیار کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت شہنشاہ ہمایونی کی یہ تقریر ایک مسکت جواب ہے۔ اور اُمید ہے۔ کہ اس کے بعد اُن تمام غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ جو ایران سے پردہ اُٹھائے جانے کے متعلق بلا وجہ حکومتِ ایران کے متعلق بعض دماغوں اور دلوں میں تقویت پا رہی تھیں +

"از قرار یکہ شنیدہ ام جمعی از نمایندگان مجلس پیش نہاد و طرحی تہیہ کردہ اند کہ در مجلسِ شوریٰ ملی در محل تماشاچیان غرفہ ہم برائے حضور نسوان تہیہ شدہ و اجازہ آنان در مجلس دادہ شود در صورتیکہ بنظرِ من ایں کار از اصلاحاتے بہ شمار نمی آید کہ نمایندگانِ مجلس میخواہند اقدام کنند برائے اصلاحات مملکتے آقایان باید کار ہائے بہتری را انجام دہند و من بہیچ وجہ ایں کار را در زمرۂ اصلاحات ندانستہ و تعقیب ایں موضوع را مقتضی و متناسب نمی دانم"

زندہ باد شہنشاہِ اسلامیان — مدیر

قبولِ حق

عالی جناب سید ظفریاب حسین صاحب ترمذی۔ نانونوی۔ مبلغ پنجاب شیعہ مشن تقریباً ایک سال سے ہمیں مذہب حقہ کی رغبت دلا رہے تھے۔ گو ہم متعصب تھے لیکن منصف مزاج بھی تھے۔ چنانچہ سید صاحب کی عملی حالت اور مذہب اثنا عشری کی خوبیوں کو جو بحث مباحثہ کے بعد نقش ہو چکی تھیں۔ سچے دل سے ہم دونوں میاں بیوی نے مذہبِ حق قبول کر لیا ہے۔ جملہ مومنین پروردگار سے دعا فرمائیں۔ کہ عاقبت بخیر ہو ✦

محمد حیات۔ مستری ریلوے۔ جھنگ گھمیانہ

ساحلِ زنجبار کی ایک عجیب و غریب مچھلی

معاصر ٹائمز آف انڈیا رقمطراز ہے۔ کہ آج سے ۸ سال بیشتر ایک نہایت اعجوبہ زا مچھلی ساحل زنجبار کے قریب پکڑی گئی تھی جس کی دم پر عربی حروف میں کچھ الفاظ منقوش تھے۔ ایک طرف لا الٰہ الا اللہ تحریر اور دوسری طرف شان اللہ لکھا ہوا تھا۔ زنجبار کے ایک ماہی گیر کی دوکان پر کچھ عرصہ پڑی رہی لیکن کسی خریدار کی نگاہِ انتخاب اس پر نہیں پڑی۔ بالآخر ایک ہندوستانی نے اسے معمولی شے سمجھ کر خرید کر لیا۔ لیکن جب اس کو ان حروف کا علم ہوا۔ جو اس کی دم پر قدرتی روشنائی سے تحریر تھے۔ تو ایک متمول شخص نے اس مچھلی کا جو ایک آنے میں بازار سے خریدی گئی تھی۔ تین ہزار روپے پیش کئے۔ اگلے روز اس کے پانچ ہزار روپے پیش کئے گئے۔ لیکن مالک نے اس بیش بہا تحفہ لم یزلی کو اس قدر سستے داموں میں دینا گوارا نہ کیا۔ اور آخرکار فیصلہ ہوا کہ اس مچھلی کو عجائب خانہ میں محفوظ رکھ لیا جائے۔

اب ایک اور مچھلی ہاتھ آئی ہے۔ زنجبار گزٹ بیان کرتا ہے۔ کہ جون کے اواخر میں عبداللہ ممد بک نے جو زنجبار کے بجلی گھر میں ملازم ہے۔ کانٹے سے ایک مچھلی پکڑی جس کو ہاکنیتھس الٹرونسن کہتے ہیں۔ یہ نئی مچھلی (جس کی تصویر بھی معاصر ٹائمز نے شایع کی ہے) اسی قسم کی ہے۔ اور اس کی دم پر کوفی حروف میں ایک طرف "لا الٰہ الا اللہ" اور دوسری طرف شان اللہ منقوش ہے۔ عبداللہ ممد بک نے یہ مچھلی سلطان زنجبار کی خدمت میں پیش کی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سلطان موصوف نے اسے پیس میموریل میوزیم یعنی "یادگارِ امن" کے عجائب خانہ میں رکھنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ رزیڈنٹ صاحب نے معائنہ کے بعد تسلیم کیا ہے۔ کہ الفاظ مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی اور قدرتی ہیں ✦

مجلس کا افتتاح

اعلیحضرت شہنشاہ پہلوی اس امر کی جد و جہد فرما رہے ہیں۔ کہ جلد سے جلد نئی پارلیمنٹ کا افتتاح ہو۔ اور افتتاح مجلس کا پروگرام مرتب کیا جا رہا ہے۔ دوران تقریر میں اعلیحضرت شہنشاہ پہلوی نے یہ بھی اشارہ کیا۔ کہ تمام ایرانیوں کی متحد لباس ہونیکی بہت ضرورت ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو درجہ اجتہاد پر فائز ہونگے یا علمائے حقیقی ہونگے۔ کسی کو عمامہ پہننے کا حق نہیں ہوگا۔ بلکہ سب کلاہ پہلوی استعمال کریں گے +

مہم بلوچستان

وزیر داخلہ ایران کے تار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت پہلوی نے سردار لشکر خراساں کو حکم بھیجا ہے۔ کہ جملہ اختیارات کلیتہً دوست محمد خاں سردار باغی بلوچستان کے ہاتھ سے لے لئے جائیں اور اُن کو حکومت کے سلئے واگذار کریں۔ ایک افسر فوجی کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت تک ۲۵ ہزار فوج خراسان و کرمان اور مرکز کی بلوچستان جا چکی اور آقائے امان اللہ خاں امیر لشکر بھی ۱۸ ستمبر کو جانب بلوچستان روانہ ہو گئے۔ اور انشاء اللہ بہت جلد فتح کی خبریں ملیں گی +

نوٹ :- اشتہارات کی صداقت کے مشتہرین خود ذمہ وار ہیں (منیجر)

سب اشیاء کی یکجائی قیمت صرف دس روپے 10/-
نوٹ
ایک یا دو اشیاء کی خریداری پر کوئی رعایت نہیں
کیجا دیں گی۔ ہمارا مقصد قلیل منافع پر بہترین اشیاء خریداروں کو بہم پہنچانا ہے۔
کارآمد فاؤنٹن پن
ایک مرتبہ سیاہی بھرنے سے صفحے کے صفحے لکھ دیتا ہے۔ گولڈن نب کا ہونے کے باعث برسوں کام دیتا ہے۔ بدخط انسان کو خوشخط بناتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)
ڈبل الارم ٹائم پیس
گارنٹی
رسٹ واچ
گارنٹی
لیوپاکٹ واچ
گارنٹی ۵ سال
سنہری خولدار چوڑیاں
نوٹ نمبر (۱)
نوٹ نمبر (۲)
ملنے کا پتہ چیپ واچ ہاؤس اجمیری گیٹ دہلی

جگر کی کامل اصلاح کرنیوالی۔ ورم طحال کی جڑ کاٹنے والی ریح البواسیر کی ہوا اکھاڑنیوالی۔ دستوں کو روکنے والی۔ لیکن قبض کو آہستہ آہستہ کھولنے والی بھوک بڑھا کر خواہش کیساتھ پوری غذا کرنیکی صلاحیت پیدا کرنیوالی نفخ۔ باؤ گولہ کو ہضم کرا کر وغیرہ کو ہچکیوں میں ہوا کرنیوالی ثقیل غذا کو جلد ہضم کرنیوالی معدہ کی تمام شکایتیں دُور کر کے قوت ہاضمہ کی بڑھانیوالی ہضم صحیح کیساتھ خون صالح پیدا کر کے مادہ تولید و تناسل میں اچھا اضافہ کرنیوالی گردوں میں خاص حرارت پیدا کر کے قوتِ مردانگی کو اُبھارنیوالی کامیاب دوا ہے جو اپنی اکسیری کرشموں اور عجائب تاثیرات کیوجہ سے عالمگیر مقبولیت حاصل کرتی جا رہی ہے۔ اگر آپکا بھی دل چاہے۔ تو امتحاناً ہی سہی صرف ۲ شیشیاں طلب فرما کر میری صداقت کا جائزہ لیجئے محض رفاہ عام کے خیال سے قیمت فی شیشی چار آنہ مقرر ہے محصولڈاک اسکے علاوہ ہے ۲ شیشی سے کم کا پارسل نہیں ہوتا۔ اس کا خیال رہے

تصدیق و سند سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام شمس العلما علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب

کھونی میں نے خود استعمال کیا نہایت مفید پایا۔ واقعا بہت ہی سریع الاثر اور بے ضرر دوا ہے"

مولانا الحکیم عرشی صاحب قبلہ دام ظلہ کا حکم

اگر کسی بندۂ خدا کو کسی ظاہری یا باطنی حرج کی وجہ سے اولاد نہ ہوتی ہو یا ہو کر زندہ نہ رہتی ہو یا کسی نے شروع جوانی میں اپنے ہی ہاتھوں اپنا ناس کر لیا ہو یا کوئی پُرانی بیماری ہو۔ جو کسی طرح اچھی نہ ہوتی ہو۔ تو براہ راست بنارس آ کر جناب حکیم صاحب قبلہ سے کامل طور پر علاج کرے۔ خدا نے آپکو دستِ شفا بنایا ہے دور دراز سے مریض آتے اور شفا پا کر جاتے ہیں۔ اگر بنارس آنے کی مقدرت نہ رکھتا ہو۔ تو لفافہ میں اپنا پورا حال در نام پتہ خوشخط اُردو اور انگریزی میں لکھکر اور جواب کیلئے ٹکٹ رکھکر بھیجدے اور مولانا دام ظلہ کی ہدایت کے مطابق عمل کرے۔ انشاءاللہ خدا کامیاب کریگا۔

کلید روزگار

اگر آپ گھر بیٹھے سو پچاس روپیہ ماہوار پیدا کر لینا چاہتے ہیں۔ تو بسم اللہ کر کے صرف دو پیسہ کا ٹکٹ بھیجدیجئے اور کلید روزگار کی ایک کاپی منگا کر ملاحظہ کر کے عمل شروع کر دیجئے۔ انشاءاللہ مراد حاصل ہوگی

پتہ:۔ الف اے ہاشمی حفیظ گنج بازار بنارس سٹی

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۳۱)
فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین
الحافظ
زیر حمایت
مدیر
خاکسار ایم - ایم عبداللہ

فی سبیل اللہ بالکل مفت

ساعین ناظرین آجکل اشتہارات کی ہر طرف سے بھرمار ہے۔ جس کو دیکھو اپنے آپ کو بالکل سچا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس جھوٹے فرقے سے الگ ہوں آیہ لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھ کر آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ دوسرے میرا بیچ جھوٹ میرے اشتہارات سے ہی معلوم ہوگا۔ کہ مجھے کچھ لالچ نہیں اور پیسہ کچھ لینا نہیں چاہتا۔ لہذا جملہ اہل اسلام و ہنود صاحبان کو اعلان ہے کہ اگر کسی صاحب کو کوئی مشکل در پیش ہو یعنی کوئی صاحب بے روزگار ہوں یا دشمنوں سے دل تنگ ہو یا کوئی مقدمہ معاملہ در پیش ہو یا کسی عورت مرد سے محبت ہو۔ وہ نہ ملتا ہو۔ یا کسی جگہ حسب خواہش شادی کرنا چاہتے ہوں۔ یا غائب کے اطلاع سے خبردار ہونا چاہتے ہوں۔ یا کوئی صاحب کسی مہلک مرض میں گرفتار ہوں یا کسی عورت مرد کو جن خبیث دیو پری ستاتا ہو یا نظر ہو یا جادو سحر کا خلل ہو۔ فوراً بوا پسی ڈاک موازی ۴ر بذریعہ منی آرڈر بھیجکر تعویذ کالا جادو منگا کر دلی مراد پاویں۔ تعویذ صرف بازو پر باندھنا پڑتا ہے۔ عمل یا چلہ کشی نہیں کرنی پڑتی۔ بحکم خدا سے اول ہی روز یا تیسرے روز یا ساتویں یا اکیسویں روز حتی کہ چالیس روز میں دلی مراد تیر بہدف طرح مل جاتی ہے۔ اگر آپ کی مراد نہ بھر آئے۔ تو میں حلفیہ لکھتا ہوں کہ ہم بھی خرچہ رجسٹری وغیرہ رکھنے حرام سمجھونگا اور واپس کر دوں گا۔ اب آپ کا ایمان جانے تعویذ کو جائز طور پر استعمال کریں یا ناجائز پر معاوضہ آپ کے ذمہ۔ اگر آپ اس کے ساتھ کتاب کالا جادو جو سو سال کا گذرا ہوا حال اور سو سال کا آئندہ حال بتلانے والی کتاب منگائیں۔ تو بہت جلد مقصد بر آوے۔ قیمت ۱۲ ؎ ہے۔ اگر ناپسند ہو حلفیہ قیمت واپس کر دی جائے گی۔ اگر تعویذ کالا جادو اور کتاب کالا جادو سے آپ کا کام ہو جاوے تو ہم کو میر اندرانہ بھیجیں۔ ورنہ ہم بھی منگالیں۔ ایک سارٹیفکیٹ جناب سید اکبر علی صاحب بہار پور ضلع اعظم گڑھ سے لکھتے ہیں۔ ۲ عدد تعویذ کالا جادو پہنچا اول ہی روز اثر دکھلایا عہ بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے یہ سارٹیفکیٹ مدیر صاحب الحافظ کی نظر سے گذر چکا ہے۔ اگر کسی کو اعتبار نہ ہو تو جوابی کارڈ لکھ کر مندرجہ بالا پتہ سے دریافت کریں۔

پچاس ۵۰ روپیہ کی کتب پچیس ۲۵ روپیہ میں ایک گھڑی انعام

بہار عیش باتصویر تین روپے آٹھ آنہ

مخزن السحر ۸ر۔ پیر خورد سال ۴ر۔ طلسم حیرت ۸ر۔ تعویذ محبت ۸ر۔ تعویذ حب ۸ر۔ سرمہ محبت ۸ر۔ مفتاح الغیب ۲ر۔ خفیہ کوک شاستر ۸ر۔ جام جمشید ۸ر۔ دیوان حالی صاحب عہ۔ قرآن شریف مترجم مولانا فرمان علی قیمت ۸ر۔ ذائقہ ماتم عجیب کتاب ۸ر۔

پتہ

پنجتنی کمپنی۔ نانوتہ۔ ضلع سہارنپور

قیمت سالانہ
عہ/

الحافظ

قیمت فی پرچہ
چار آنے

جلد چہارم | بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۰

باب الفتاوے

سوال:۔ کفار سے رشوت لینا۔ یا کفار کا مال چرا لینا یا ان کے بنک میں روپیہ رکھ کر اُن سے سود لینا شرعاً مذہب شیعہ میں جائز ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب:۔ صورت مرقومہ میں کسی چیز کا چرا لینا یا رشوت لینا تو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ خواہ مسلم سے ہو یا غیر مسلم سے۔ غیر مسلم خواہ اہل کتاب ہوں یا بے کتاب ان کا مال چرانا یا اُن سے رشوت لینا حرام اور گناہ ہے۔ البتہ کفار کے بنکوں سے جن میں کہ حصہ دار کوئی مسلمان نہ ہو۔ روپیہ رکھ کر منافع حاصل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ منافع حاصلہ سے خمس نکال دیا جائے +

سوال:۔ فاطمہ صغریٰ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ کربلا میں شریک تھیں یا بیمار اور مریض ہونے کے سبب مدینہ میں تھیں۔ یہاں ذاکر لوگوں نے بہت مبالغہ سے کام لیا ہے اور حضور کے فتویٰ کا انتظار ہے ارشاد فرمائیں۔ کہ اس روایت کا پڑھنا اور سننا ذاکرین اور سامعین کے لئے موجب ثواب ہے یا معصیت۔ بینوا و توجروا

الجواب:۔ روایات صحیحہ معتبرہ سے یہ ثابت ہے۔ کہ فاطمہ صغریٰؑ ہمراہی سید الشہدا علیہ السلام معرکہ کربلا میں موجود تھیں۔ بیماری یا کسی اور وجہ سے ان کا مدینہ میں رہنا کسی قابل اعتماد روایت سے نہیں ثابت ہوتا۔ جو ایک روایت کہ علامہ مجلسیؒ نے فاطمہ صغریٰؑ کے مدینہ میں رہنے کے متعلق بحار میں نقل کی ہے۔ وہ روایت بوجہ مخالفت اخبار متواترہ متکاثرہ کے خالی از غرابت نہیں ہے۔ جیسا کہ جلاء العیون میں خود جناب مجلسیؒ نے بھی اس کے متعلق لکھ دیا ہے۔ کہ "ایں حدیث خالی از غرابتے نیست"۔ اندریں صورت ذاکرین نے فاطمہ صغریٰؑ کے متعلق جس قدر قصے کہانیاں بنائی ہیں محض افترا اور بہتان ہے۔ ان کا پڑھنا اور سننا معصیت میں داخل ہے + وہو العالم

سوال:۔ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام یا حضرات آئمہ معصومین کی ازواج بھی جناب خاتون جنت فاطمہ زہراؑ کی طرح کیا طاہرہ مطہرہ تھیں اور خانہ کعبہ و مسجد میں بحالت جنابت ان کے لئے جانا جائز تھا یا نہیں +

الجواب۔ جناب سیدہ فاطمہؑ منصوص العصمت والطہارت تھیں۔ ان کو کعبہ میں رہنا ہر حالت میں جائز تھا اور ازواج آئمہ معصومین نہ منصوص الطہارت والعصمت تھیں۔ اور نہ خانہ کعبہ و مسجد میں جنب قیام کر سکتی تھیں۔ وہو العالم

علی الحائری

شذرات

ظہر الفساد فی البر والبحر

آپس میں مخالفت عداوت اور نفرت جن سے فتنہ وفساد کی عمارت بلند ہوتی ہے۔ اور جو اپنے جلو میں غیر معلوم طریق پر بے انداز تباہیاں لاتی ہیں۔ خواہ دنیا کے کسی حصہ اور کسی طبقہ میں ہو۔ اولوالاباب کے نزدیک حقارت اور ذلت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اور کوئی دانشمند اس کو پسند نہیں کرتا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ صادق و کاذب مظلوم وظالم میں ہر انسان کو صادق اور مظلوم سے ضرور فطری طور پر ہمدردی ہوتی ہے۔ اور ہونی بھی چاہئے ✦

ہم کو افسوس سے اس وقت اجمالی طور پر صرف اس قدر کہنا ہے۔ کہ ایک عرصہ سے فرقہ حقہ شیعان لکھنؤ کی دو نمائندہ جماعتیں یعنی شیعہ کالج اور شیعہ کانفرنس آپس میں برسر پیکار ہیں۔ اور دونوں کے آرگن ایک دوسرے کے خلاف مضامین لکھ رہے ہیں۔ اور طرفداروں نے ایک دوسرے کی حمایت میں اودھم مچا رکھا ہے۔ اور کتمان حق کے لئے عمداً غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں۔ اسی طرح بدقسمتی سے پنجاب کے دو شیعہ اخبار بھی آج کل ایک دوسرے کی تضحیک و تذلیل میں کمربستہ نظر آرہے ہیں۔ اور مریدان خوش عقیدہ کے لئے ایک نیا مشغولہ پیدا ہوگیا ہے ✦

عہد حاضرہ میں یہ ایک عجیب اصول دیکھا جارہا ہے۔ کہ جہاں دو فرقے یا دو آدمی یا دو اخباروں میں باہمی مخالفت کا آغاز ہوا جھٹ ایک دوسرے کے خلاف توہین آمیز مضامین اور ریزولیوشنز چھپوانے شروع ہوجاتے ہیں۔ در اصل اس طوفان بے تمیزی سے ایک کو دوسرے کے خلاف ابھار کر تیار کیا جاتا ہے۔ اور درحقیقت وہ لوگ تماشہ بین ہوتے ہیں۔ جو ایسی ظاہری نمائشوں سے ان کو لڑوا کر خود تماشہ دیکھا کرتے ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ ایسے بہت کم لوگ ہیں۔ جو فریقین کو اصلاح کی طرف مائل کریں۔ اور ان کو یاد دلائیں کہ نادانو! قرآن نے تو بنص اِنما المومنون اخوۃ اور بفرمان واذکروا نعمت اللہ اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم۔ مومنین میں باہمی محبت واخوت کا سنگ بنیاد رکھ دیا ہے۔ اور سرور عالم صلعم نے عملاً ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا ہے۔ پھر تم اس کے خلاف کیوں اپنوں ہی کی پگڑیاں اتارتے اور ایک دوسرے کی تضحیک و تذلیل میں کمربستہ ہوگئے ہو۔ اگر بمقتضائے بشریت کسی معاملہ میں غلط فہمی ہوگئی ہے۔ تو کسی مسلمہ فریقین بزرگوار کے زیر قیادت منشاء غلطی کا فیصلہ کرکے اس بے لطفی اور مضرت رساں فتنہ کا خاتمہ کردو۔ اور اغیار کو مسرت کا موقع نہ دو۔ اور تماشا نہ دکھاؤ۔ زمانہ کی نزاکت۔ دوسری قوموں کی ترقی۔ اپنی جماعت کی فلاکت کو مدنظر اور حد بصر رکھتے ہوئے اسلام کے حال زار پر رحم کرو۔ اور جرائد ملیہ کے قیمتی کالموں کو فتنہ انگیز اور شر خیز آگ کی نذر کرنے کی بجائے حمایت شریعت غرا و تحفظ ملت بیضاء کے علمی مضامین سے منور و مزین کرو۔ میں خلوص قلب

کے ساتھ جو مجھے دونوں جماعتوں اور ان کے رہنماؤں سے ہے۔ یہ چند سطور لکھنے پر مجبور ہوا ہوں۔ امید ہے۔ کہ اس کو کسی بدنیتی پر محمول نہ کیا جائے گا ◆ مدیر

الیس اللہ بکاف عبدہ

خدا کی توحید و معرفت میں قادیانی کی باطل تعلیم

ابن اللہ ہونا (الہام مرزا صاحب) انت منی بمنزلۃ ولدی یعنی اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی بجا ہے ◆ (حقیقۃ الوحی صہ ۸۶)

انت من ماءنا وھم من فشل یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور وہ خشکی سے (اربعین نمبر ۳ صہ ۳۴)

خدا کا حلول مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ خدا میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ میرے اعضا اس کے اعضا میری آنکھ اس کی آنکھ۔ میرے کان اس کے کان۔ اور میری زبان اس کی زبان بن گئی۔ الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ الخ (آئینہ کمالات اسلام صہ ۵۶۴ و صہ ۵۶۵)

خود مرزا کا خدا ہونا۔ میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں (کتاب البریہ صہ ۷۹)

مرزا کا بیوی ہونا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے۔ کہ تیرا حیض دیکھے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ اور ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۱۴۳)

خالق زمین و آسمان ہونا۔ عبارت مرزا صاحب بطور اختصار۔ "سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا (کتاب البریہ صہ ۷۹)

خالق خدا ہونا۔ الہام مرزا صاحب۔ انت منی و انا منک۔ یعنی اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ یعنی میں تیرا خالق ہوں اور تو میرا خالق ہے ◆ نعوذ باللہ۔

خدا کا انسان پر سوار ہونا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اپنی پاک تجلی کے ساتھ اس پر یعنی انسان پر سوار ہوا۔ جیسے اونٹنی پر سوار ہوتا ہے (توضیح المرام صہ ۵۵)

خدا کی تاریں و عرض و طول و اعضا۔ اصل عبارت مرزا صاحب۔ اس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ پیر ہیں۔ عرض و طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس کی تاریں ہیں (توضیح المرام صہ ۸۵)

تثلیث کی تعلیم۔ چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ دونوں کے لئے بطور ابن ہے۔ اور یہی پاک تثلیث ہے۔ (توضیح المرام صہ ۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی غلطی کھائی۔ عبارت مرزا صاحب" ایسا ہی آپ نے یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امت کے سمجھانے کے واسطے خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرما دیا (ازالہ اوہام صہ ۶۸۷)

یہ ہیں مرزا صاحب کے عقائد ہر ایک مسلمان کو چاہئے۔ کہ مرزائیوں سے انہی مسائل پر بحث کرے اور انکی دسترس سے اجتناب و احتراز کرے کیونکہ ان کے یہ باطلہ عقائد سراسر اسلام حقیقی کے مخالف ہیں۔ عموم اہل اسلام کی آگاہی کے لئے ان کے یہ چند عقیدے لکھے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ ہم لکھتے رہیں گے۔ تاکہ عام

اہل اسلام ان کے باطل عقائد سے محفوظ رہیں ◆ مدیر

فاطمی مزارِ پاک اور بنی فاطمہ سے چند سوالات

(۱) کیا بنی فاطمہ کی قومی و مذہبی روایات یہ بتاتی ہیں کہ سب سے پہلے سید العالمینؐ نے بحکم رب العالمین علانیہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کی مجلس اقربین قائم فرما کر اور ان کے سامنے اسلام پیش کر کے ہر ایک قریب سے مدد چاہی تھی۔ اگر ایسا ہے۔ تو کیا جناب سیدۃ النساء العلمینؑ کا روضۂ پاک بھی سب سے پہلے اپنے اقربین ساداتِ بنی فاطمہ سے اپنے لئے خالص مجالس فاطمین قائم کئے جانے کے بعد اپنی شکستہ حالی پیش کر کے اور اپنی تعمیر و حفاظت کا خواہش استغاثہ زبانِ حال سے بیان کر کے امداد طلب کر رہا ہے یا نہیں ؟

(۲) کیا مثل مجلس اقربین بنی فاطمہ کے لئے اپنی خالص جنت البقیع مجالس فاطمین ہر ملک دہر دیارِ عالم میں جہاں پر دو فرد بنی فاطمہ بھی ہوں۔ قائم کر کے اور ممالک مشرق و مغرب کے صدر مقامات میں مرکزی انجمنیں بنا کر اور مومنین و موفقین و مسلمین محبتین کے ساتھ شامات میں بھی علیحدہ علیحدہ بھی دوہرا ترانہ ورلگا کر اور خالص جنت البقیع کمیٹیاں تشکیل کر کے اور اپنے اپنے ملکوں کے ہمدردان بنی فاطمہ و دوست اقوام سے امداد و اعانت لے کر جنت البقیع کی تعمیر و حفاظت کا بندوبست کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟

(۳) کیا اگر سادات بنی فاطمہ کی ہر بستی کے مقامی قبرستانوں اور مقبروں کو پیروان شیخ نجدی منہدم کر ڈالیں۔ تو وہ مرمت کی کارروائی کرنے پر مستعد ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہے۔ تو کیا آپ کی جدہ ماجدہؑ کا روضۂ پاک بھی آپ کی جدوجہد اور کوشش کا زیادہ مستحق ہے یا نہیں ؟

(۴) کیا اگر پیروانِ شیخ نجدی ساداتِ بنی فاطمہ کے مقامی قبرستانوں اور خانقاہوں کو منہدم کر ڈالیں۔ تو وہ قانونی چارہ جوئی کرنا اور وہاں کے لئے محافظ مقرر کرنا ضروری خیال کریں گے۔ اگر ایسا ہے۔ تو کیا بنی فاطمہ اپنی اماں حوائے ثانیؑ کی قبر پاک کے لئے بھی مجلس اقوام میں قانونی چارہ جوئی کرنا۔ اور مقدمہ طے کروانے اور قومی محافظین مقرر کئے جانے کی اجازت لینے کے بعد وہاں پر اپنے محافظ مقرر کرنا ضروری سمجھیں گے۔ اگر سمجھیں گے۔ تو پھر بنی فاطمہ نے جنت البقیع کا معاملہ کیوں تعویق میں ڈالا ہوا ہے ؟

(۵) کیا اس زمانۂ انہدام میں بنی فاطمہ کی نظر میں جناب سیدہؑ کے روضۂ پاک کا یہ شرف و اعزاز نہیں رہا کہ ہر متنفس بنی فاطمہ اپنے مقدور بھر اپنے قول و فعل اور روپے پیسے سے اس کی تعمیر و حفاظت کے لئے کوشش کرے۔ اور جی نہ چرائے۔ بلکہ خاموش استغاثہ پر لبیک کہہ کر میدانِ عمل میں قدم اٹھا کر آگے بڑھائیے۔ اور کیا بنی فاطمہ کے لئے یہ باعثِ عزت نہیں کہ فاطمی مرقدِ پاک کے لئے راج مزدور اور بڑھئی۔ لوہار اور انجنیر وغیرہ سب کے سب ساداتِ عظام ہوں۔ اور صرف انہیں کے روپے سے روضۂ پاک تعمیر کیا جاوے۔ پس اگر قوم بنی فاطمہ اس کو اپنا فخر سمجھتی ہے۔

تو اپنی مخدومۂ کونین کی خدمت گذاری کے لئے اپنے میں سے پہلے ایسے خادمین جنت البقیع کا اعلان کریں جو بذات خود یا بذریعہ عوض خادم اپنے خرچ پر کم از کم اپنی عمر کا ایک سال معاملاتِ جنت البقیع کی درستی کے لئے وقف کر سکیں۔ اور اپنے اپنے ملک کے دار الخلافہ میں وقت و مقام مقررہ پر مجتمع ہو کر اور مرکزی مجالس فاطمیین بنا کر کام شروع کر دیں۔ اور موقعہ و اجازتِ تعمیر ملنے سے پہلے پہلے فاطمی روپے فاطمی راجوں۔ فاطمی مزدوروں اور انجنیئروں وغیرہ کی فہرستیں تیار کر کے رکھیں اور اپنے اس عمل کو حج و زیارت سے زیادہ تصور کریں۔ یعنی جو عارفین نور محمدیؐ و پارۂ نور محمدیؐ کو مسجودِ ملائک اور باعثِ حج و زیارت سمجھتے ہوں اور ان کی خدمت گذاری اپنے ہر عمل سے زیادہ افضل خیال کرتے ہیں۔ وہ حج و زیارت کے نام کا روپیہ بھی جنت البقیع کی خدمت گذاری میں صرف کریں +

التماس از ناظرین سوالات ہر محب ناظر کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ان سوالات کو اپنے ملاقاتی سادات کو دکھلانے یا سُنانے کی کوشش فرماویں۔ شاید کہ آپ کی کوشش سے کچھ خادمین جنت البقیع پیدا ہو جاویں۔ اور طرفین کو جناب خاتونِ محشرؑ کی خدمت گذاری کا صلہ بروزِ حشر حضور شافع محشرؐ کی جناب سے عطا ہو +

سائل

فاطمی مزارِ پاک خستہ حال
از زبانِ بے قیل و قال

خلیج فارس سے طہران تک ریلوے کی تعمیر

بغداد ۱۴ ستمبر۔ حکومت عراق نے لطیفیا کی مزاعاتی مسودہ قانون دھواں دھار بحث ہونیکے بعد منظور کر لیا ہے۔ اور حقیقی لطیالہ زراعتی مزاعاتی کمپنی کے مالکوں کو نہایت منفعت بخش اور قیمتی جاگیر مل گئی ہے۔ یہ جاگیر طنجہ اور دریائے فرات کے درمیان بغداد کے قریب واقع ہے۔ ۶۰ ہزار ایکڑ زمین پر مشتمل ہے۔ اور بصرہ کی بڑی لائین اس میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ کمپنی بہت جلد زرعی نہروں کو ترقی دینا شروع کرے گی۔ نیویارک کی یولن کمپنی کے نائب صدر نے رائٹر کے نامہ نگار سے کہا کہ اگر ہمارے ہاں کوئی غیر متوقع ہڑتال نہ ہوئی۔ اور نہ کوئی اچانک مشکلات پیدا ہوئیں۔ تو پانچ سال کے عرصہ میں ہی ٹرینیں طہران اور خلیج فارس کی جدید بندرگاہ کے درمیان چلتی نظر آئیں گی۔ یہ کمپنی برطانوی اور فرانسیسی تجارتی کوٹھیوں سے ملحق ہے۔ اسے ریلوے کے جنوبی حصہ کی تعمیر انجن اور گاڑیاں مہیا کرنے کا ٹھیکہ مل گیا ہے۔ ریلوے کا کام شروع ہو گیا ہوا ہے۔ حکومت ایران اس عظیم سکیم کے لئے شکر اور چائے کے اجارہ سے روپیہ بہم پہنچا رہی ہے۔ امریکہ کے تجارتی آدمی مالی فیصلہ جات کے متعلق ایران کی عجلت و مستعدی کے مداح ہیں +

التماس دعا جناب شاہ نواز صاحب ایک مخیر رئیس ہیں اور عرصہ سے علیل و بیمار ہیں۔ ناظرین الحافظ سے خاص طور پر التماس ہے۔ کہ انکی صحتیابی کیلئے مظان اجابت میں خلوص دل سے دعا فرمائیں۔ کہ

کعبہ کی طرف سجدہ کرنے کا فلسفہ

از افادات عالیہ

(حضور حجت الاسلام صدر المفسرین شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان مدظلہ)

سوال: "بعض ہنود ہند کا اعتراض ہم اہل اسلام پر یہ ہے۔ کہ مسلمان ہمیں بوجہ عبادت وسجدہ اصنام کے مشرک قرار دیتے ہیں۔ لکن خود کعبہ اور اُس کی دیوار اور حجر الاسود کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس مسلمان بھی سنگ اور بُت پرست ہوئے۔ اِس کا مفصل جواب براہین عقلیہ ونقلیہ سے قلمبند فرماویں"

الجواب

مقدمہ: "یہی اعتراض پنڈت لیکھرام کا اسلام پر تھا۔ کہ مسلمان بھی بوجہ سجدہ حجر الاسود کے بُت پرست ہیں۔ پس قبل از شروع جواب اس مطلب کا سمجھ لینا نہایت ضروری ہے۔ کہ ہنود ہند میں دو فرقے ہیں (۱) بُت پرست (۲) غیر بُت پرست۔ یہ فرقہ آریہ بخیال خود خدا کو واحد حی وقیوم وعلیم وحکیم مدبر عالم جانتے ہیں۔ لیکن نبوت انبیاء سے منکر ہیں۔ یہ مذکورہ فرقہ اپنے گمان وخیال میں حسن وقبح کو عقلی سمجھتے ہیں۔ اور سمعیات سے منکر ہیں۔ پس فرقہ بُت پرست ہنود سے پہلے مسئلہ توحید اور صفات کمالیہ وجلالیہ ذاتیہ الٰہیہ میں فیصلہ کرکے از آں بعد اصنام واوثان پرستی کا بطلان ثابت کیا جاسکتا ہے۔ اما بعد فرقہ آریہ پس چونکہ وہ بزعم خود خدائے حی وقیوم کے بدلیل عقل قائل ہیں۔ لہٰذا وہ مجبور ہیں کہ عقلی ونقلی براہین وقوانین سے مستحق عبادت وطاعت کا مخصوصاً خداوند متعال کو ہی سمجھیں ہرگز عقلی دلائل سے غیر کو اُسکی عبادت میں شریک نہیں کرسکتے۔ اما عقل ہر حالت میں ناطق ہے۔ کہ بمفاد فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ" کوئی فعل وقول خداوند حکیم مدبر کا مصلحت سلیمہ وحکمت صحیحہ سے ہرگز خالی نہیں ہوسکتا۔ ورنہ اصحاب مالیخولیا اور مجانین کی طرح نعوذ باللہ خدا جاہل اور عابث اور اُس کے اقوال وافعال کا معاذاللہ لہو ہونا لازم آئیگا بروئے عقل سلیم یہ باطل ہے۔ پس جب یہ ثابت ہوا تو جان لینا چاہیئے کہ علت غائی اور غرض وحکمتہ صحیحہ اس عالم امکانی کے ایجاد وتخلیق میں صرف اُس ذات واجب الوجود کی عبادت کا مخصوصاً بجالانا ہے۔ اسی واسطے اشرف المخلوقات ذوی العقول پیدا کئے گئے۔ اُس کی تائید میں دلیل سمعی بھی ناطق ہے" ایحسب الانسان ان یترک سدیٰ" یعنی کیا انسان یہ گمان کئے ہوئے ہے۔ کہ وہ بیکار چھوڑ دیا گیا ہے ہرگز نہیں۔ **ایضاً** "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"۔ یعنی میں نے جن اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا مگر مخصوص عبادت کے واسطے۔ اور حدیث قدسی" قد کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف" یعنی میں ایک خزانہ مخفی اور پوشیدہ تھا۔ پس مجھے اچھا معلوم ہوا۔ کہ میں پہچانا جاؤں۔ لہٰذا مخلوقات کو میں نے پیدا کیا۔ تاکہ میں پہچانا جاؤں۔ اب قطعاً معلوم ہوا۔ کہ ایجاد کل ممکنات اور موجودات کی علت غائی صرف عبادت خدا ہے اور بس +

تنبیہ۔ اب سمجھنے کے قابل یہ مطلب ہے۔ کہ طاعت خدا معرفت و عبادت خدا ہے۔ جس کے ثبوت پر عقل و نقل شاہد ہے۔ اما عقلاً اس کا ثبوت اس طرح ہو سکتا ہے کہ حسن حسن و قبح قبیح کو عقل تدریجاً قبول کرتی ہے۔ جیسے مثلاً دلائل و آثار علوی و سفلی سے موجد موجودات و خالق مخلوقات کے وجود کو دریافت کرنا اور اس کو واجب بالذات اور جامع جمیع صفات کمالیہ و جمالیہ اور تمام مناقصات سے منزہ سمجھنا اور مبدء و معاد کی نسبت دریافت کرنا وغیرہ اس کی مؤید دلیل سمعی بھی موجود ہے۔ آیہ "فاذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبکم"۔ یعنی اُٹھتے بیٹھتے لیٹتے خدا کو یاد کرو۔ اور آیہ "اینما تولوا فثم وجہ اللہ"۔ یعنے کعبہ محترمہ کی ہر طرف و جہت توجہ کرو۔ کیونکہ بمقتضائے آیہ "قل للہ المشرق والمغرب"۔ اس کی ہر طرف وجہ اللہ اور ذات اللہ حاصل ہو سکتی ہے۔ اس واسطے کہ ہر ذرہ اثر ہے مؤثر موجد کا اور ضروری ہے کہ ہر وقت اثر مستلزم مؤثر ہو۔ اس قسم معرفت میں تمام عقلا و حکما و علماء ملل کا اتفاق ہے۔ اما طاعت سمعی ان معارف و عبادات کا نام ہے۔ کہ جن کی حقیقت و کیفیت کا ادراک عقل نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ اس کی نسبت اعلام و تعلیم و انہام و تفہیم نہ کی جاوے۔ اُس وقت مقصود و مطلوب خدا کے موافق طاعت و عبادت عمل میں آسکتی ہے۔ لیکن چونکہ ہر وقت ہر ایک مرد و عورت نیک و بد کو اس بات کی قابلیت عقلاً نہ تھی۔ کہ خداوند مجرد اور جسم و جسمانی لوازم سے منزہ انہیں خطاب فرماتا جیسا کہ ادنیٰ سلطان دنیا بھی بغیر کسی سفیر و واسطہ کے ہر وقت ہر شخص سے ملنے کو اپنی شان کے مناسب نہیں سمجھتا۔ لہذا حکمت میں واجب ہوا کہ بمفاد الجنس الی الجنس یمیل بشروں میں سے ایک جماعت کو منتخب اور کامل و قابل بنا کر اور اپنے اصلی مراد و ارادے سے مطلع اور پورا واقف بنا کر خداوند عالم اپنی طرف سے ہر عصر و زمانہ میں انہیں رسول و معلم اور مبلغ و ہادی بندوں کی طرف بھیجے۔ تا کہ کسی شخص کی حجت خدا پر نہ رہے۔ لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ جس کی پوری تفصیل ہماری کتاب منہاج السلامہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ **اشکال** عقل کے نزدیک ارسال رسل اور انزال کتب قبیح اور غیر معقول تین دلیلوں سے ہے (۱) انبیاء کا آنا موجب اختلاف و فساد ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ پیغمبروں کو قبول کرتے ہیں اور بعض نہیں۔ پس عقل قبول نہیں کرتی کہ خدا لوگوں میں باعثِ فساد اور بانیٔ خلاف ہو۔ (۲) اب نبی بعد آنے کے اگر عقل کے خلاف احکام جاری کرے تو خلاف معقول ہونے کی وجہ غیر مقبول ہے۔ (۳) اگر عقل کے مطابق احکام جاری کرے تو تحصیل حاصل ہے۔ لہذا نبی کا آنا عبث اور بے فائدہ ہوا۔

جواب۔ انبیا علیہم السلام کے آنے میں بے انتہا فوائد ہیں۔ اگر عقل کے مطابق احکام جاری کرے۔ تو جن امور میں عقل کو ادراک کا مجال حاصل نہیں۔ ان میں عقل و عقلا کے واسطے ہدایت و تعلیم و تفہیم ہے۔ پس ثابت ہوا کہ انبیا کا آنا ہرگز موجبِ فساد و اختلاف نہیں ہے۔ ہاں اختلاف منکرین کی جہالت کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔ ورنہ ہر عاقل پر روشن ہے۔ کہ انبیا کے آنے سے خیر کلی اور بے انتہا فوائد بندگان خدا کے واسطے حاصل ہو سکتے ہیں۔ جیسے مثلاً مینہ برسنے سے غریبوں کے چند مکان گر جاتے ہیں مگر بالمقابل اس ضررِ قلیل کے بارش کو روک دینا خدا پر جائز نہیں۔ کیونکہ اس کے برسنے

میں خیر کثیر ہے۔ وہ بمفاد "جعلنا من الماء کل شئی حی" کل موجودات کے حیات کا باعث ہے۔ پس منکرین بعثت انبیاء کا قول باطل ہوا۔ اما جواب اصل سوال کا براہین عقلیہ و نقلیہ سے ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ منجملہ دلائل عقلیہ کے (اول) جبکہ خدا کا حکیم مدبر ہونا ثابت ہوا۔ تو حق سبحانہ نے بعد پیدائش آب و عرش کے سب سے پہلے ذوی الاجسام میں سے زمین کعبہ محترمہ کو پیدا کیا۔ چونکہ ہر صانع کو اپنی پہلی صنعت بالنسبت اور صنایع و بدایع کے بہت عزیز و محترم ہوتی ہے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے بھی اس پہلی صنعت محترمہ کو تمام معابد و مساجد سے اشرف اور اعظم اور معزز و محترم قرار دے کر قبلہ اہل جہان مقرر فرمایا اور ثریٰ سے ثریا تک فضاء کعبہ اور اس کے چہار اطراف کو قبلہ اہل دنیا معین فرمایا۔ جیسا کہ سلاطین دنیا بھی اپنے بعض اماکن و مساکن کو معزز و معظم و مرجع قرار دیتے ہیں۔ پس اس وجہ سے اول الصنایع کا اعتبار خدا نے قیامت تک ثابت کیا اور اس مقام شریف و عظیم کا نام بیت الحرام اور بلد الامین و مکہ و بکہ رکھا۔ یہ وجہ ہے کہ یہ مقام اعظم محترم ہمیشہ سے زیارت گاہ اور قبلۃ الاعمال و العبادات والدعوات بطریق مواجہ اور محاذات معین ہوا اور مدت العمر میں ایک مرتبہ بوقت تمکن و استطاعت ہر شخص کو زیارت و حج کے واسطے اس مقام شریف میں حاضر ہونا واجب اور فرض عین ہوا (دوم) ہر صبح و شام و عشاء و ظہر و عصر کے وقت چار صفیں کعبہ کے چاروں جوانب میں نماز و سجود کے واسطے قائم رہتی ہیں۔ اور کعبہ کے چاروں طرف طواف کرتے ہیں۔ اگر حجر الاسود اُن کا معبود و مسجود ہوتا۔ تو عابدوں کی عبادت کعبہ کے چاروں طرف میں صحیح نہ ہوتی۔ (سوم) بیت الحرام کے اندر عابد جس طرف چاہے مواجہ کر سکتا ہے۔ اور شہر مکہ کے رہنے والے اپنے مکانوں کے اطراف اربعہ میں جس طرف چاہیں نماز و سجدہ کر سکتے ہیں۔ (چہارم) دنیا کے چاروں طرف میں ہر طرف کا رہنے والا اپنے محاذی جہت و طرف کو سجدہ کر سکتا ہے۔ اگر مخصوص حجر الاسود اور اُس کی دیواریں ہی لوگوں کا مقصود و معبود و مسجود ہوتیں۔ تو اُن کی عبادت پھر کسی طرح صحیح نہ ہو سکتی۔ (پنجم) جو لوگ کہ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر سجدہ و عبادت کیا کرتے ہیں۔ اور نیز جو لوگ کہ سرد خانوں اور زمین کی غاروں میں سجدہ و عبادت کیا کرتے ہیں۔ اُن کا سجدہ بھی بمحاذات فضاء کعبہ ہوا کرتا ہے نہ کعبہ اور حجر الاسود کو پس اگر مقصود اسلام میں حجر الاسود کا پوجنا ہوتا تو سکان مقامات مذکورہ کا سجدہ صحیح نہ ہوتا۔ (ششم) چونکہ حکماء اور اکثر علماء کے نزدیک زمین کروی الشکل ہے۔ پس زمین کے چاروں طرف میں لوگوں کا قبلہ فضاء کعبہ ہے۔ جو جہات اربعہ میں سے جہت محاذی میں ہو سکتا ہے۔ (ہفتم) حکماء فرنگ کے نزدیک ملک امریکہ بالاعتبار ہم لوگوں کے تحت الاقدام میں واقع ہے۔ اُن کا سجدہ بھی بمقابل حجر اسود اور دیوار کعبہ کے نہیں واقع ہو سکتا۔ پس اُن کا قبلہ بالاعتبار محاذات فوق میں واقع ہوگا۔ (ہشتم) فرضاً اگر کعبہ کی بنیاد معاذ اللہ معہ دیوار و کے نیچے تک کھود دی جائے۔ اور آثار تک اس کے نہ باقی رکھے جائیں۔ تو قبلہ اسلام قیامت تک اُسی کی محاذ میں باقی رہے گا۔ پس اگر حجر الاسود اور کعبہ کی دیواریں قبلہ ہوتیں۔ تو صورت مذکورہ میں اُس کے کھد جانے سے قبلہ بھی متروک ہو جاتا ہے۔ اذلیس فلیس۔ (نہم) اگر حجر الاسود معہ دیوار

کے کسی اور ملک میں نصب کیا جائے۔ تو لوگ اس طرف کو قبلہ نہیں بنا سکتے۔ پس اگر حجرالاسود ہی اُن کا مسجود ہوتا۔ تو اسی طرف سجدہ کرنے کا بھی حکم ہوتا۔ چنانچہ بعض قرامطہ نے حجرالاسود کوفہ میں نصب کیا بھی تھا۔ مگر سجدہ اس طرف نہیں کیا گیا۔ (دہم) جو شخص سطح کعبہ پر نماز پڑھے وہ بھی بمحاذاتِ فضا سجدہ کرے گا۔ اس صورت میں جہات اربعہ میں سے کسی طرف بھی حجر اسود واقع نہیں ہو سکتا +

اِن دلائل و براہین عقلیہ سے صاف ثابت ہؤا کہ اسلام میں حجرالاسود اور کعبہ پرستی نہیں کی جاتی بلکہ مخصوصاً خدائے واحد کی پرستش کی جاتی ہے۔ پس لیکھرام اور فرقہ آریہ کے اعتراض کا عقلی جواب تو ہم نے لکھدیا۔ اما منجملہ دلائل نقلیہ و سمعیہ کے آیہ" تولوا وجوھکم شطر المسجد الحرام"۔ جس میں خطاب واجب ہے۔ کہ تمام مکلفین اپنے ظاہر و باطن بدن کو بقصد توجہ مسجد الحرام کعبہ کی طرف پھیریں۔ کیونکہ شطر کے معنی لغت میں قصد و جہت کے آئے ہیں۔ اور آیہ" اینما تولوا فثم وجہ اللہ" یعنی جس طرف تم پھرو گے خدا اُسی طرف تمہاری مواجہ میں ہوگا۔ بنابراں چاروں جہت یعنی مشرق شرقی کے واسطے اور مغرب غربی کے واسطے اور جنوب جنوبی کے لئے اور شمال شمالی کے واسطے ثریٰ کعبہ سے ثریا تک تمام اشخاص مختلفۃ المقامات کے واسطے قبلہ محاذاتی مقرر ہے۔ زیادہ مفصل تحقیق منظور ہو تو مجلدات تفسیر لوامع التنزیل، سواطع التاویل کا ملاحظہ کرنے سے اس مسئلہ میں پورا کشف عطا ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت شہنشاہ پہلوی پردہ کی تائید میں

اعلیٰ حضرت شہنشاہ پہلوی نے مقامات رشت اور پہلوی کا اِس ہفتہ میں دورہ کیا اور ان مقامات پر مختصر قیام فرمایا۔ حالانکہ اِس خبر کی ابھی تصدیق نہیں ہوئی ہے۔ لیکن معلوم ہؤا ہے۔ کہ ان مقامات پر اعلیٰحضرت کے بہ نفس نفیس تشریف لانے کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ اُس بلوہ کے اثرات کو مٹادیں جو وہاں کی عورتوں کے اِس اصرار پر کہ وہ نقاب اُلٹ کر پردہ کو ترک کریں۔ رونما ہو گیا تھا۔ اِس دورہ سے آپ کی غرض یہ تھی۔ کہ بلوہ کو روک کر وہاں کی تجدد پسند عورتوں کے فتنہ کا سدباب کر سکیں +

ایڈیٹر "بہار" سے زوارِ ہندی کی ملاقات

روز سہ شنبہ ۲۱۔ اگست کو چند حضرات اہل بمبئی و ملتان و لکھنؤ نے جو بغرض زیارت مشہد مقدس آئے ہوئے ہیں۔ آقائے سید عباس منصوری کے ساتھ آقائے فاضل ہوشمند مدیر "بہار" سے ملاقات کی دوران گفتگو میں اقدامات شیعہ کانفرنس اور لزوم اتحاد میں شیعان ایران و ہندوستان پر بھی اظہار خیالات کئے گئے۔ بعد گفتگو ان حضرات کو مطبع "بہار" بھی دکھلایا گیا جس میں حال ہی میں دو جدید طرز کی مشینیں جرمنی سے خرید کرائی گئی ہیں۔ مطبع و ادارہ "بہار" کو دیکھ کر سب نے اظہار مسرت کیا +

پردہ

(از جناب محمد یوسف خاں صاحب جعفری سیکرٹری نعمانیہ ٹریڈنگ کمپنی چاکیواڑہ کراچی)

عورتوں اور مردوں کے کھلم کھلا ملاپ کی وجہ سے جو خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ اُن کے دُور کرنے کے لئے اسلام نے پردے کا حکم دیا ہے۔ گویا ایک بڑے بھاری فتنہ کا سدباب کیا ہے۔ نئی روشنی کے دلدادہ صاحبان پردہ کو قید اور تنزلی کی وجہ بتاتے ہیں۔ اور تہذیب و شائستگی کے خلاف خیال کرتے ہیں۔ اور اعتراض کرتے ہیں۔ کہ پردہ میں رہتے ہوئے کسی قسم کی دینی اور دنیوی ترقی نہیں ہو سکتی۔ مگر ان کا اعتراض بالکل بیجا ہے۔ کیونکہ دنیا میں اس قسم کی ہزارہا مثالیں مل سکتی ہیں۔ کہ پردہ میں رہتے ہوئے انہوں نے ہر قسم کی ترقی کی ہے۔ تاریخ اسلام پر ایک نظر ڈالئے۔ کہ ملک عرب کی بڑی بڑی اسلامی جنگوں میں پردہ دار مستورات نے کیا کیا کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ جن کو پڑھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ زیب النساء کو دیکھئے جو کہ شاعری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ نورجہاں بیگم زوجہ شہنشاہ جہانگیر جو کہ حکمرانی اور انصاف میں جہانگیر کی دست و بازو تھیں۔ زمانۂ حال میں بیگم صاحبہ بھوپال پابند پردہ ہوتے بڑی خوش اسلوبی سے حکمرانی کرتی رہی ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے باہر دیگر ممالکِ اسلامی میں بھی سینکڑوں زندہ مثالیں موجود ہیں۔ کہ باوجود پردہ دار ہونے کے صنعت و حرفت علم و ہنر اور تالیف و تصنیف میں بالکل مشہور و معروف ہیں۔ جن مستورات نے گھر میں چکی پیسنے معمولی کھانا پکانے اور بیکار بیٹھے رہنے کے سوا اور کچھ نہیں سیکھا ہے۔ وہ ترقی کیا کریں گی۔ یہ والدین کا قصور ہے کہ اپنی دختروں کو اچھے کام نہیں سکھاتے اور عمدہ تعلیم نہیں دلاتے۔ طرہ اس پر یہ ہے۔ کہ پھر پردہ کی مذمت کی جاتی ہے۔ عورتوں کے لئے پردہ کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ اس سے ان کی بے باکی اور آوارگی بڑھنے نہیں پاتی۔ اور حیا و عصمت برقرار رہتی ہے۔ عقلمند انسان اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ کہ عورت و مرد کا کھلم کھلا ملنا آگ اور بارود کی مانند ہے۔ جو مذاہب پردہ کے پابند نہیں اُن کی حالت ناگفتہ بہ ہے

رات دن ہوتی ہے بے پردگی سے پردہ دری
دیکھو اس قوم کو جس نے اُٹھایا پردہ

مغربی ممالک کی طرف ذرا غور سے نظر کیجئے گا۔ کیا حالت ہو رہی ہے۔ روز افزوں بے حیائی۔ بے شرمی اور بے باکی کا دور دورہ ہے۔ جس کا آئے دن اخبارات میں ذکر رہتا ہے۔ بے پردگی کے نتائج ہی کی وجہ سے شوہر اور بیویوں کی آپس میں مقدمہ بازی ہوتی ہے۔ جو لوگ یورپی تقلید میں اندھے ہو کر کہتے ہیں۔ کہ مذہب نے تو پردہ کی اتنی سختی روا نہیں رکھی ہے۔ اور قرآن شریف نے پردہ کی کوئی ایسی پابندی نہیں کی۔ وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ اگر وہ قرآن شریف کا بغور مطالعہ کریں۔ تو ان کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ خداوند تعالیٰ نے کئی جگہ پردہ کی تائید فرمائی ہے۔ مثلاً سورۂ نور اور سورۂ احزاب کے پڑھنے سے

بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ پردہ کی کس طرح تاکید کی گئی ہے اسی طرح احادیث صحیحہ سے بھی پردہ کا لازمی ہونا بخوبی ثابت ہے۔ اسلام نے پردہ ایجاد کرکے غیر قوموں پر بھی ایک بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کی دیکھا دیکھی اور پردہ کے فوائد سے آگاہ ہو کر انہوں نے بھی اپنے ہاں پردے کو رواج دیا۔ مگر آج کل مغربی تہذیب میں ڈوبے ہوئے مسلمان حکم خدا اور رسول کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اور پردہ کی بیخ کنی کے درپے ہیں۔ عموماً دیکھا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ پردہ کے خلاف عوام الناس کو ابھارتے ہیں وہ خود عمل نہیں کرتے۔ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ وہ کہتے کیوں ہیں جو خود نہیں کرتے۔ کوٹ پتلون پہن کر یورپین تہذیب میں تو شامل ہو گئے ہیں۔ مگر پردہ اٹھانے میں دوسروں کو آمادہ کر رہے ہیں افسوس صد افسوس اب میں برادران اسلام سے التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس ضلالت و گمراہی کے گڑھے میں ہرگز نہ گریں۔ جو کہ خطرہ و نقصان سے خالی نہیں ہے۔ یاد رکھئے کہ ہم ہرگز مذہب کو پس پشت ڈال کر ترقی نہیں کر سکتے +

ہادی راہ نجات کیسا ہونا چاہئے

(از جناب مولوی محمد رمضان علی صاحب۔ مبلغ پنجاب شیعہ مشن۔ از نور پور ضلع کانگڑہ)

یہ ایک معرکتہ الآرا مسئلہ ہے۔ جو سطحی نظر سے نہ دیکھا جانا چاہئے۔ کیونکہ اسی ایک مسئلہ پر حقیقت دین اور دنیا کے فلاح اور نجات کا مدار ہے۔ اس میں تو کسی کو بھی انکار نہیں۔ کہ حقیقی راہنما اور ہادی انبیاءؑ اور آئمہؑ ہیں۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ جن صفات سے انبیاء متصف ہیں۔ امام میں وہ اوصاف لازمی ہیں یا نہیں ؟

(۱) امام ذریت ابراہیم سے ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ یہ عہد ذریت ابراہیمؑ کے واسطے ہے +

(۲) امام ایسا ہی مخلص، حنیف، طاہر پاک ہونا لازمی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ حنیف تھے۔ "اتبع ملۃ ابراھیم حنیفاً" تابعداری کر ابراہیمؑ کی جو میرا خالص بندہ تھا کبھی اُسنے شرک نہ کیا +

اِنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ بے شک ابراہیمؑ امام برحق تھا۔ خدا کا نہایت ہی فرمانبردار خالص بندہ تھا۔ خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے والا۔ اور وہ ہرگز ہرگز شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھا +

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ۔ ہم نے دنیا پر رسول بھیجے۔ اور ان کے ساتھ کتاب عدل کے ساتھ چلانے والی +

حضرت عیسیٰؑ حالت شیر خواری عہد میں فرماتے ہیں۔ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا۔ میں خدا کا بندہ ہوں۔ اپنے ساتھ کتاب لایا ہوں اور مجھ کو خدا نے نبی بنایا ہے +

مومنین آیاتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک نبیؑ پر نزول کتاب تنزیلی ہوا ہے۔ اور ایک کتاب وجودی ہے۔ جو ہر ایک نبی کی ذات کے ساتھ اُس ذاتِ بابرکات نے متعلق کر دی ہے۔ اور خود نبی بالذاتِ کتاب ہے۔ اِسی لئے خدا نے نبی کو لفظ ذکر سے بھی یاد فرمایا ہے۔ انزلنا الیکم ذکراً رسولاً۔ اور یہاں ذکر محض حضور ختمی مرتبتؐ کو فرمایا ہے۔ آپ غور فرماویں کہ حضرت عیسٰیؑ نے مہد میں شہادت دی ہے۔ کہ میں خدا کا بندہ ہوں اپنے ساتھ کتاب لایا ہوں۔ مگر نزول وحی ۲۳ سال کے بعد ہوا ہے۔ اور آپ کا اظہار کتابِ وجودی کا ہے۔ مگر آپ کلمۃ الحق تھے۔ اور کتاب وجودی کا تعلق ذاتِ نبی کے ساتھ تھا۔ کتاب وجودی کا تعلق امام کے ساتھ بھی ویسا ہی ہے۔ جیسا نبی کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ فعل الخیر کی وحی امام کے لئے بھی ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنٰھُمْ اَیِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ۔ اور ہم نے اِن کو امام بنایا جو ہمارے امر سے ہدایت کرتے ہیں اور ہم ان کو فعل خیر اور اقامۂ صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کی وحی کرتے ہیں۔ اور وہ ہمارے ہی خالص عبادت گذار اور مخلص بندے ہیں۔

آئمہ ہدایت کی شناخت خدا بتلاتا ہے۔ کہ وہ تمہارے ولی اور اولی بالنفس بھی ہیں۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ۔ اس آیہ کی شانِ نزول تفسیر حسینی میں دکھلائی ہے۔ کہ رکوع میں زکوٰۃ دینے والے علیؑ ہیں۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ ولی تمہارا خدا ہے۔ اور اس کا رسول ولی ہے۔ اور وہ لوگ جو خلوص دل سے ایمان لائے۔ اور نماز کو خضوع و خشوع سے قائم کرتے ہیں۔ اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں ٭

اب اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ تقرر امام منجانب اللہ ہے۔ امام کتاب وجودی رکھتا ہے۔ امام کو خدا فعل خیر اقامتِ صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کی وحی کرتا ہے۔ اور زکوٰۃ بھی کیسی اور کب؟ حالتِ رکوع میں۔ جس امام میں یعنی جس امام کا تقرر ذریت ابراہیمؑ سے بہ نصب قرآن حمید خدا نے فرمایا۔ اس کی اطاعت کا حکم بھی خدا فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اولی الامر سے وہی صاحب حکم مراد ہیں جن کی تعریف کی گئی۔ اور ان کا امر ہر شے پر جاری ہے۔ اور ان کے امر سے کسی کو کسی حالت میں بھی تخلف جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اولی بالنفس ہیں۔ جو اُن کے حکم سے پھرا۔ وہ رسولؐ کے حکم سے پھرا۔ اور وہ باغی اور گمراہ ہوا ٭

امام ہمارے اعمال کا بھی شاہد ہے۔ اور ولی۔ امام اور اولی الامر کو خدا اُمت وسطیٰ قرار دیتا ہے اور اس جگہ اس گروہ کی وضاحت واضح طور پر خدا نے کر دی ہے۔ اب اگر کوئی آئمہ علیہم السلام آل رسول کو نہ پہچانے۔ تو ان کے دلوں کے قفل کو کون کھول سکتا ہے؟ وَجَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا۔ اِن ہی آئمہ علیہم السلام کی طرف خدا خطاب فرماتا ہے کہ اسی طرح ہم نے تم کو اُمتِ وسطیٰ بنایا۔ تاکہ تم عامۃ الناس پر شاہد ہو اور رسول تم پر شاہد ہو۔ اور اسی آیہ کی تائید میں فرماتا ہے۔ لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ۔ تاکہ ہو گواہ تم پر

رسولؐ۔ اور تم گواہ ہو۔ لوگوں پر +

یہی اُمتِ وسطیٰ ہے۔ جو امام اولی الامر الوالعلم راسخون فی العلم ہیں۔ اور عامۃ الناس کے اعمال کے محافظ ہیں۔ خدا سے لیتے ہیں اور ہمیں دیتے ہیں۔ فعل خیر کے ہادی ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا گیا یہ ہادی عامۃ الناس کو فعل الخیر کا عملی جامہ پہنانے کے لئے خود عامل بنتے ہیں اور دکھلاتے ہیں۔ کہ فعل خیر جس کی وحی خدا نے ان کو کی ہے۔ کس طرح سرانجام دیا جاتا ہے +

بنائے اسلام جو ہمارے آقا مولا امام ہمام خامس آل عبا حضرت سیدالشہدا نے تعلیم کی ہیں اور خود عامل ہو کر بتلایا ہے۔ ایسی تعلیم مکمل کسی نبی وصی ولی نے نہیں کی +

آپ خود حکمت الحق ہیں۔ قرآن ناطق کتاب وجودی ہیں۔ یہ وہ کتاب وجودی ہیں۔ جنہوں نے کتاب اللہ تنزیلی پر قدم رکھ کر طاقچہ سے سب اُتارا۔ کتاب وجودی کی سواری کی تھی جنہیں رسول اللہ نے سردارِ جوانانِ بہشت فرمایا۔ جبرئیلؑ نے جھولا جھلایا۔ خدائے علیم نے ابن رسول فرمایا۔ اور حضرت ختمی مرتبتؐ نے حسین منی وانا من الحسین۔ قرار دیکر کلمۃ الحق فرمایا۔ حاجی ایسے کہ ہمیشہ حج فرماتے۔ آخیر حج قابل ذکر ہے۔ یزید ملعون کی فوج درپئے آزار ہے۔ نانا رسولؐ کے روضۂ مبارک پر استغاثہ فرماتے ہیں۔ آخری وداع سے فارغ ہو کر عازم حج ہوتے ہیں۔ مگر حج کو بوجہ خیال حرمتِ خانہ کعبہ عمرہ سے تبدیل فرماتے ہیں۔ ایسے وقت میں بھی ارکان حج بجالاتے ہیں۔ کہ فوج ظالم اُمڈی چلی آرہی ہے۔ آپ کعبہ سے جلدی روانہ ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ وہ ذبیحؑ بنیں جس سے حرمت خانہ کعبہ برباد ہو +

روزِ شہادت سائل کو زکوٰۃ دی اور بتلا دیا کہ زکوٰۃ کی ادائگی دشمن کی تلوار کے سایہ میں بھی لازمی ہے +

نمازِ حسینؑ ایسی نماز ہے۔ جس کا نمونہ ازل سے ابد تک نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ شمر ملعون خنجر لئے کھڑا ہے۔ اور اس سے اجازت چاہتے ہیں۔ کہ نماز کا وقت ہے۔ اے شمر مجھے اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں سربسجود ہونے دے۔ مگر نام کے مسلمان جن بارہ ہزار قاریٔ قرآن اور حسینؑ کے نانا کی اُمت کے مدعی مسلمان خواہاں ہیں۔ کہ جلد حسینؑ کو ذبح کرو۔ کہ وقتِ نماز تنگ ہو رہا ہے +

حسینؑ نے ہی نہیں بلکہ علی اصغرؑ شیرخوار ششماہا نے بھی تین روز کی بھوک پیاس میں نام کے مسلمانوں پر حجت تمام کر کے بتلا دیا۔ کہ روزہ کس طرح رکھا جاتا ہے اور اسکی افطاری تیرِ حرملہ سے کیسی ہوتی ہے +

مومنین حسینؑ جیسے آئمہ ہدایت فعل خیر بھی صفحۂ دنیا پر کبھی نظر آتے ہیں؟ یہی امام منجانب اللہ ہیں۔ جن کے واسطے خدا نے فرمایا ہے۔ وجعلنا ھم آئمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات اور ان کی صفت اقامۃ الصلوٰۃ ایسے کٹھن وقت میں شمر کے خنجر تلے اور ادائے زکوٰۃ نرغۂ اعدا میں کرتے ہیں۔ مومنین کو ان اعمال فعل الخیرات میں ہی تو ان کا اسوۂ حسنہ حاصل کرنا چاہئیے۔ صرف رو پیٹ لینے پر ہی اس ذبح عظیم کے واقعہ شہادت کا خاتمہ نہ کرنا چاہئیے۔ مومنین قابل غور امر ہے۔ جس کی ثنا آیۂ بالا سے خدا کر رہا ہے! کیا وہ امام جو ہمارے اعمال کا نگران اور شاہد ہے! حاشا اللہ آپ انصاف سے بتلا دیں۔ کہ وہ اپنے نانا کی اُمت کو ایک ظالم فاسق اور فاجر کی نگرانی میں جو بھیڑیا صفت ہو۔

یا شیطان کے قابو میں چھوڑ کر علیحدہ ہو سکتا ہے ؟ کبھی نہیں۔ پس آپ خود بتائیں۔ کہ اس کلمۃ الحق کو کیا کرنا چاہئے +

اگر حسینؑ خدانخواستہ یزید ملعون کی بیعت کرتے جس کی اس ملعون کو خواہش تھی۔ تو کیا اسلام قائم رہتا ؟ جیسا کہ خیال فرقۂ اہل قرآن نمائشی کا ہے کہ حسینؑ نے تقیہ کیوں نہ کیا +

مومنین۔ تقیہ محض اپنے نفس کے لئے جائز ہے۔ اگر ایسے وقت آپ کلمۃ الحق ہو کر تقیہ فرماتے تو عامۃ الناس کا یہی خیال اور یہی مذہب ہو جاتا کہ اتباع یزید جائز ہے اور درست ہے۔ کیونکہ ایک عابد طاہر، مخلص بندۂ خدا یزید جیسے فاجر کی بیعت کرتا ہے۔ اور وہ اسلام حقیقی جس کے واسطے رسول اللہؐ نے صعوبتیں اُٹھائیں، تکلیفیں سہیں۔ دانت تڑوائے برباد ہو جاتا ! دوسری صورت شہادت کی تھی۔ کیونکہ آپ کلمۃ الحق تھے۔ امام تھے۔ ہادی تھے۔ اولی الامر تھے۔ اُمتِ محمدی کی بربادی گوارا نہ تھی۔ ابن رسولؐ تھے۔ اُمتِ محمدی کا قیام مدِ نظر تھا۔ اس لئے لازمی تھا۔ کہ قیام اسلام کے لئے اپنی جان دین اسلام پر رضائے الٰہی میں اپنے بچے نثار کریں۔ مال کا نقصان سہیں۔ جانیں دیں۔ انصار کو نثار کریں۔ بھوک پیاس کی تکلیفیں گوارا کریں۔ خیمے جلوائیں یہاں تک کہ اہل حرم بے مقنع وچادر ہوں۔ عابدؑ طوق و زنجیر پہنیں۔ ظالم کٹھن سے کٹھن مصائب پڑے جائیں۔ صبر کریں اور صابر کہلائیں۔ اور خدائے کریم کی خوشنودی میں مصداق آیہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین کے ہوں ۵

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

مومنین۔ شہادت حسینؑ نے اسلام کا جہاز گمراہی اور ضلالت کے سمندر میں غرق ہوتا ہوا بچایا ہے پس مصائب حسینؑ اور کلمۃ الحق کے مصائب اور شہادت کو سطحی نظر سے نہ دیکھو۔ اور صرف رونے پیٹنے پر اس کو ختم نہ کر دو۔ بلکہ اس شہادت کے ہر ہر نکتہ کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیتے ہوئے فعل الخیرات پر جو ابن بیچے اور بے لوث ہادی نے تم کو اپنے طرزِ عمل سے تعلیم دی ہیں عمل کر کے نجاتِ دارین حاصل کرو +

شکریہ والتماس دعا

جن جن کرم فرماؤں اور انجمنوں نے میرے برادر خورد کی بیماری کے متعلق مجھ سے ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ بباعث پریشانی اور کم فرصتی اُن کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ لہٰذا بذریعہ الحافظ اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ناظرین الحافظ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ مریض کی شفایابی کے لئے دعا کریں +

سید رضا علی۔ پریزیڈنٹ بشیعہ مشن کانپور
مینجر ایکس رجمنٹ۔ کان پور

خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الناس

نمبر ۱۲

عمر کا حسبنا کتاب اللہ کہنا اور قول رسول ص کو منسوب بہ ہذیان کرنا کس خوشی سے ابوبکر نے سُنا۔ کیا انہیں منظور نہیں تھا۔ بے شک یہ حسب خواہش بات تھی۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک بھی کتاب اللہ کافی تھی۔ اور (معاذاللہ) قول رسول ص اسی لائق تھا۔ تب ہی تو ایک لفظ بھی اس کلمۂ ناشائستہ کے سننے پر زبان سے نہ نکلا۔ ورنہ تیغ اسلام یوں دین و دنیا کے بادشاہ کے شان میں الفاظ نازیبا و ناروا سُن کر نیام میں پڑی نہ رہتی۔ ابوبکر کی اس معاملہ میں رضامندی اور خاموشی مسلمہ ہے۔ اوراقِ تواریخ اس معاملہ میں خالی نظر آتے ہیں +

اگر یہ حضرات وصیت تحریر کر لینے دیتے تو یقیناً کوئی گمراہ نہ ہوتا۔ لہٰذا کہنا پڑتا ہے۔ کہ عدم تحریر وصیّت کے وجہ سے ۷۲ فرقہ (بقول رسول ص) گمراہ ہوئے۔ اور اس کے بانی مبانی یہی حضرات ہوئے جنہوں نے شان رسالت میں آوازیں بیجا طور پر بلند کر کے قول رسول ص و قول خدا ما اٰتکم الرسول الخ و من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ سے مخالفت کر کے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی لا تجہر کے کیونکر پوری مخالفت کی۔ صحابہ اور اللہ کی مخالفت عمر اور یہ جرأت۔ کیا یہ حرکت بیجا ان کے اعمال کو خبط نہ کر دے گی (پ ۲۶ ع ۱۳ لا ترفعوا الخ) اور بمفاد آیۃ والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم۔ (پ ۱۰ ع ۱۴) باعث ایذا رسول ص نہیں ہوئے۔ اور رسول زمنؐ کو کمال ایذا نہیں پہنچی۔ تب ہی تو (بقول معارج النبوۃ) بارگاہِ رسالت سے اُٹھا دیئے گئے۔ جن کو گذشتہ کا خیال نہیں وہ آیندہ کی بابت کیا جان سکتے ہیں۔ اپنے زعم ناقص میں کتاب اللہ کو کافی سمجھ لیا تھا۔ اگر یہ دعویٰ من عندہٗ علم الکتاب کرتا تو ایک گونہ صاحبان معرفت کے نزدیک زیبا ہوتا۔ جس نے عمر کو بارہا ہلاکت سے بچایا تھا۔ لولا علی لہلک عمر (ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۷۵) مقام حیرت ہے۔ کہ خدائے عالم الغیب نے تو محض قرآن کو کافی نہ سمجھا۔ قد جاءکم من اللہ نورٌ و کتابٌ مبین۔ لیکن عمر ایسے عالم بے بدل کہ ان کے نزدیک محض قرآن کافی تھا ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست

بہر حال سلطان دو عالم فخر بنی آدم ص نے رحلت فرمائی۔ ابوبکر و عمر و عثمان و دیگر اصحاب میت مطہرہ بلا تغسیل و بدون تکفین و تدفین چھوڑ کر چلے گئے۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ پہنچ کر ایک ہاتھ کا دینا تھا کہ ابوبکر خلیفہ ہو گئے۔ معاذاللہ صحبتِ صاحب خلقِ عظیم کا اثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کیا صحابہ کے اخلاق کا تقاضا یہی تھا۔ کہ نعش مبارک کس مپرسی کی حالت میں پڑی رہی۔ غرض جادۂ خلافت خود ستائی پر قدم رکھتے ہی قول حسبنا کتاب اللہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پہلے پہل قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ پ ۲۵ ع ۱۴۔ اجر تبلیغ رسالت سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لیے تیار

ہوئے۔ جس میں اطاعتِ خدا و اطاعتِ رسولؐ پنہاں تھی۔ زمانہ دیکھے ہوئے تھے مصلحتِ وقت سمجھ کر پہلے رسول زادی کی تعزیہ پرسی کے لئے اٹھے۔ چونکہ جانتے تھے۔ کہ سیدہؑ سے بڑھ کر کوئی قرابت والا نہ تھا گو اگر سیدہؑ بضعہ رسولؐ تھیں۔ تو علیؑ بھی نفسِ رسولؐ۔ حسنینؑ ابنائے رسولؐ تھے۔ لیکن عالمِ وجود میں سیدہؑ ہی قریب ترین تھی۔ اور بقول عائشہ بعد رسولؐ سب سے افضل تھیں ما رائیت احداً افضل من فاطمہ غیر ابیہا۔ (ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۷۳) جس کا محارب رسولؐ کا محارب جس کا دشمن رسولؐ کا دشمن تھا (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ محمدی دہلی ص۵۷۶) جو سیدہ و سردار تھیں بہشت کی تمام عورتوں کی (صحیح بخاری) اس کو غضب ناک کرنے والا رسولؐ کو غضب ناک کرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۴ فضائل اصحاب النبی باب مناقب فاطمہ ص۷۵ مطبوعہ بمبئی۔ ترمذی۔ جلد ۲ ص۲۴۸) جس کو دیکھ کر رسولؐ تعظیماً کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ (ترمذی روایتِ عائشہ ص۲۴۹ جلد ۲ مطبوعہ احمدی میرٹھ) جن کے درِ دولت پر نو ماہ تک پیغمبر اسلام صبح کے وقت جا کر پکارتے تھے یا اھل بیت النبوۃ انما یرید اللہ الخ (شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ ص۱۷۴) یہ تو آقازادی کی ذاتی فضیلت ہے۔ مکانی احترام یہ ہے۔ کہ "فی بیوت اذن اللہ الخ" پڑھنے پر ایک شخص کے سوال کرنے پر رسالت مآبؐ نے خانہ سیدہؑ کو مکانِ انبیاء سے افضل بتایا ہے (تفسیر در منثور امام سیوطی)۔ یہی خانہ عرش منزلت کہ مہبط جبرئیلؑ و میکائیلؑ تھا۔ جس پر رسولؐ نے نو ماہ تک سلام کیا ہے۔ وہ اس لائق تھا۔ کہ عمر آگ اور لکڑی لے کر آئے۔ اور جلا دینے کا ارادہ کرے (تاریخ ابو الفداء ترجمہ اردو جلد ۱ ص۳۷۵) رونگٹے بدن پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جس وقت یہ خیال دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کا باپ شافع محشر۔ جس کا شوہر قاسم نار و جناں۔ جس کے بیٹے سیدا شباب اہل الجنۃ۔ جس کی اولاد امام الانس والجنۃ۔ جو خود (فاطمہؑ) نارِ دوزخ سے آزاد کرنے والی ہو۔ اس ساعت اس مکان رفیع الشان میں نہ تھا کوئی غیر مگر وہی استیان تھیں۔ جنہیں رسولؐ بروز مباہلہ نجران بحکم خدا فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم لے گئے تھے۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ وہ ذاتیں تھیں۔ جو بوقت نزول انما یرید اللہ الخ چادرِ تطہیر میں تھیں۔ اور بھی واضح کر دوں۔ وہ نفوس تھے۔ جن کی محبت اجرِ تبلیغ رسالت قرار پائی۔ عمر نے یہی نہیں کیا۔ آقازادی کو ضرب بھی لگائی اور ضرب بھی ضربِ تازیانہ۔ محسن معصوم کا خونِ ناحق بھی کیا۔ (کتاب ملل والنحل مطبوعہ مطبع بولاق مصر ص۲۰ عبد الکریم شہرستانی) (معارج النبوۃ رکن چہارم باب سوم مطبوعہ نولکشور ص۲۴) کہنے والے کہتے ہیں کہ محض عمر نے ارادہ کیا تھا۔ لیکن شرح ابن الحدید کا ص۳۷ شاہد ہے۔ کہ عمر نے آگ لگا دینے کی قسم کھائی۔ عمر کی تند مزاجی سے یہ حرکت کچھ بعید نہیں (الفاروق مطبوعہ مفید عام حصہ اول ص۷۱ شمس العلماء محمد شبلی نعمانی) غرض عمر و ابوبکر کا بابِ خانہ فاطمہ کو آگ لگا دینے کی قسم کھانا (آگ اور لکڑی ساتھ لے جانا) سیدہ کو اذیت پہنچانا معصومہ کو غضب ناک کرنا اور اس کا اعتراف کرنا۔ اس کی تلافی کے لئے آستانہ مبارک پر آنا۔ سیدہؑ کا اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دینا۔ سیدہ کا سلام

جواب نہ دینا۔ فاطمہ زہرا کا پدر عالی قدر کا نام لے کر اور مخاطب کر کے فریاد کرنا اظہر من الشمس ہے۔ کیا معصومہ کا غضب ناک کرنا رسول کو غضب کرنا نہیں ہے۔ اگر ہے تو کیا عذاب مہین کے مستحق غضب ناک کرنے والے نہیں ہوئے۔ اہلبیت رسول کے ساتھ یوں متمسک ہوئے۔ اور کتاب اللہ (حبل ممدود) کے ساتھ یوں متمسک ہوئے کہ پہلے جلا دینے کا حکم نافذ کیا (صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ۶ فضائل قرآن صہ ۲۶ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ محمدی دہلوی صہ ۱۵ تفسیر اتقان مطبوعہ مطبع احمدی صہ ۸۱) پھر جلا دیا (صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صہ ۱۶ تاریخ خمیس مطبوعہ مصر جلد ۲ صہ ۲۳۰) کیا اسی طرح بہ تعمیل انی تارک فیکم الثقلین یا خلیفتین کتاب اللہ یا عترتی اہلبیت سے تمسک کیا جاتا ہے سے ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند!

دوسرا کارنمایاں جو ان دونوں حضرات سے ظہور پذیر ہوا وہ اول غصب فدک ہے۔ جس کی سالانہ آمدنی ۴۰۰۰۰ سکہ رائج الوقت تھے (روضۃ الصفا) جس سے محتاجوں کے کام نکلتے تھے۔ اور پیغمبر اسلام کا یہ رقبہ خالصہ قرار پایا تھا (صاحب صراح) تو آیت ذوالقربیٰ نازل ہونے پر حکم خدا (معارج النبوۃ نولکشور رکن ۴ صہ ۲۲۱) رسول مقبول نے سیدہ کو بلا کر یہ قریہ عطا فرمایا (ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صہ ۱۲۰) اور نوشتہ بصورت وثیقہ لکھ دیا (معارج النبوۃ) لیکن ابوبکر نے وثیقہ کو صحیح باور کرتے ہوئے معصومہ سے ثبوت طلب کیا من عندہ علم الکتاب کے شہادت کو مسترد کیا جس نے رسالت کی شہادت دی تھی۔ اور معصومہ کو محروم کر کے اس حد تک ناراض کیا کہ آخر کار سیدہ کو قسم کھانا پڑا۔ کہ تمام عمر بات نہ کروں گی۔ اور تیرے لئے نماز میں بد دعا کروں گی۔ وصیت بھی کی۔ کہ اے ابوالحسن مجھے شب کو دفن کرنا۔ اور ابوبکر میرے جنازے پر نہ آوے (شرح ابن ابی الحدید جلد ۲) بقول بخاری رسول زادی نے تمام عمر کنارہ کشی کی۔ پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہم اُس سے علیحدگی اختیار نہ کریں +

صابر جونپوری

اسلامی لغت

یہ ایک معرکۃ الآرا مفید خاص و عام اسلامی لغت ہے جسکو جناب حامد حسین صاحب رضوی علیگ نے تصنیف فرما کر اردو لٹریچر میں ایک نہایت ہی مفید اور کار آمد کتاب کا اضافہ فرمایا ہے۔ جو معلومات کتب کثیرہ اور لغات کے مطالعہ سے نہیں حاصل ہو سکتیں۔ وہ اس ایک اسلامی لغت کے پڑھنے سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ فاضل مصنف نے اس میں الفاظ و مصطلحات کے علاوہ انبیا و آئمہ معصومین علیہم السلام و مشاہیر اسلام اور اسلامی علوم کے حالات کی تاریخیں بھی بیان کی ہیں اور اس میں ان تمام الفاظ و اصطلاحات کی محققانہ تشریح بھی ہے۔ جو اسلامی لٹریچر میں علمی تاریخی فقہی جغرافی مذہبی تصوفی حیثیت سے مستعمل ہیں! اسلئے میں سفارش کرتا ہوں کہ اس مفید و دلچسپ و پر از معلومات لغت کو ہر شیعہ اور ہر اردو خواں گھر میں ہونا چاہیئے۔ کاغذ کتابت اور طباعت بھی عمدہ ہے جناب مصنف سید حامد حسین صاحب رضوی (علیگ) اسلام پور۔ ایوت محل (برار) کے پتہ سے بقیمت ۸ مجلد طلب فرمائیں +

مہدی موعود علیہ السلام

نمبر ۲

گذشتہ سے پیوستہ

(مقتبس از رسالہ "مہدی موعود" مصنفہ حضرت شمس العلما حجۃ الاسلام سرکار علامہ حائری مجتہد العصر دام ظلہ)

غیبت مہدیؑ پر اعتراض کا جواب اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ سینکڑوں برس سے غائب کسی کو کیوں زندہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ عادۃً اتنے طویل عرصہ تک کوئی زندہ نہیں رہ سکتا +

سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ایسے معترض یقیناً تواریخ اور اپنی مذہبی روایات سے ناآشنا ہیں حالانکہ تورات سے ثابت ہے۔ کہ ذوالقرنین نے تین ہزار برس عمر کی ہے۔ محمد بن اسحاق مشہور مورخ لکھتا ہے۔ کہ عوج بن عنق ...۳ برس تک زندہ رہا۔ ضحاک ...۱۰ طہورث ...۱۰ افنینان ۹۰۰ برس۔ مہلائل ۸۰۰۔ نفیل بن عبداللہ ۷۰۰ برس سطیح الکاہن ۶۰۰۔ عامر بن الضرب ۵۰۰ برس۔ سام بن نوح ۵۰۰ برس۔ حرث بن مضاض ۴۰۰ برس۔ ارفخشد ۴۰۰ برس۔ قیس بن ساعدہ ۳۰۰ برس سلمان فارسی ۲۵۰ برس تک زندہ رہا۔ اور ذوالکتابین سے ملقب ہوا +

اور اسلامی روایات کے مطابق تو حضرت عیسیٰؑ۔ ادریسؑ اور الیاسؑ اس وقت تک زندہ ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ جب تواریخ کی رو سے ان لوگوں کا ہزاروں برس کی طویل عمر کرنا ثابت ہے۔ تو اگر قدرت نے امام مہدیؑ کو بھی طویل العمر کر دیا ہے۔ تو اس میں کیوں انکار کیا جاتا ہے۔ خاص کر جبکہ اسلامی روایات سے بھی امام مہدی کا بعد تولد اس وقت تک زندہ اور غائب و مخفی ہونا ثابت ہے۔ دیکھو امام سلیمان حنفی کی ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۴۵۱ سطر ۱۹ بضمن ذکر امام مہدیؑ لکھا ہے۔ وکان مولد المنتظر بلیلۃ النصف من شعبان سنۃ خمس وخمسین ومائتین امہ ام ولد یقال لہا نرجس توفی ابوہ وھو ابن خمس سنین فاختفی الی الآن ۲ انتھی بلفظہ۔ اور صواعق محرقہ ابن حجر کی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۳ سطر ۱۹ میں ہے۔ مستر فی ۲ لمدینۃ وغاب فلم یعرف این ذھب انتھی بلفظہ۔ خلاصہ یہ کہ شب ۱۵ ماہ شعبان ۲۵۵ھ کو امام مہدی متولد ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام ام الولد نرجس خاتون تھا۔ جب ان کے والد نے وفات پائی۔ تو ان کا سن پانچ برس کا تھا۔ پس اس وقت تک وہ مخفی ہیں۔ اور صواعق محرقہ کی روایت کے مطابق وہ مدینہ میں پوشیدہ ہو کر غائب ہو گئے۔ اور معلوم نہ ہوا۔ کہ وہ جناب کہاں چلے گئے +

کیوں ؟ اب تو ثابت ہوا نا کہ تنہا شیعہ ہی امام مہدی کے غیبت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ سُنی بھی ان کے مخفی اور غائب ہونے کے قائل ہیں +

جب ہم نے ولادت و غیبت دونوں کو جمہور آئمہ اہلسنت کے روایات سے ثابت کر دیا ہے۔ تو اب

کسی جاہل کا یہ کہدینا کہ وہ مر گئے ہوں گے قابل حجت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ان کے آبائے معصومین گیارہ امام علیؑ سے حسن عسکریؑ تک ہر ایک کی وفات ثابت لہذا ان کے مزار اور مقبرے بھی موجود ہیں۔ اگر آپ ان کی بھی وفات کے قائل ہیں۔ تو وفات کی تاریخ اور سنہ اور مزار کا ثبوت دینا بحوالہ آپ کا فرض ہوگا ورنہ بلا ثبوت آپ کا قول قابل سماعت اور حجت نہیں قرار پا سکتا +

سبب غیبت مہدی اور ظہور کا وقت شک نہیں کہ نبی یا امام ہدایت کے لئے آتا ہے۔ اور امام مہدیؑ بھی اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے متولد ہوئے۔ باوجود اس کے ان کا غیبت اختیار کرنا اہم مصلحت اور مشیت الٰہیہ پر مبنی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بالاتفاق روایات اسلامیہ کے مطابق ان سے یہ وعدہ ہو چکا ہے۔ کہ یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً۔ کہ مہدیؑ روئے زمین کو ایمان و عدل سے بھر دے گا۔ یہ وعدہ اسی وقت پورا ہوسکتا تھا جبکہ تمام کفار ان پر ایمان لاتے۔ اور احیاناً اگر کوئی انکار کرتا۔ تو ہلاک کیا جاتا۔ تب کفر مٹ جاتا۔ اور زمین پر ایمان ہی ایمان نظر آتا۔ اور یملاء الارض کا وعدہ بھی پورا ہوتا +

مگر اس صورت میں مشکل یہ پیش آئی۔ کہ جو کفار ایمان لانے سے منکر ہوتے۔ تو مہدی علیہ السلام اس وقت ان کو اس لئے نہ قتل کر سکتے۔ کہ بہت سوں کی اصلاب میں ذراری طیبہ مومنین موجود تھے۔ جنہوں نے ایک عرصہ کے بعد ضرور متولد ہونا تھا +

فرمایئے اب اگر وہ گروہ کفار بھی قبل از وقت قتل کر دیئے جاتے۔ تو ان ذراری طیبہ مومنین کا قاتل کون ٹھہرتا۔ ادھر قاتل مومن کی سزا قرآن میں ہے۔ من یقتل مومنا متعمداً فجزائہ جھنم۔ اس لئے یہ مشیت الٰہیہ میں یہ پہلے سے ہی قرار پا چکا تھا۔ کہ ودائع مومنین اصلاب کافرین سے نکل جانے تک مہدی موعودؑ غائب عن الابصار اور حاضر فی الامصار رہے۔ اہلسنت میں بھی وجہ غیبت یہی روایت کی گئی ہے۔ جیسا کہ امام شیخ سلیمان حنفی کتاب ینابیع المودہ مطبوعہ قسطنطنیہ جلد دوم ص ۴۲۹ سطر ۱ و ۲ میں لکھتا ہے۔ وفی سورۃ الفتح۔ لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذاباً الیماً پ ۲۶ ع ۱۳ عن الصادق رضی اللہ عنہ قال فی ھذہ الآیۃ ان للہ ودائع مومنین فی اصلاب قوم کافرین ومنافقین وقائمنا لن یظہر حتی تخرج ودائع اللہ فاذا خرجت ظہر انتھی بلفظہ۔ یعنی سورۂ فتح کی اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر زائل ہو گئے ہوتے تو ان لوگوں میں سے جس جس نے کفر کیا سب ہی کو تو ہم عذاب دردناک کی سزا دیتے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ تحقیق کہ خدا نے مومن نطفوں کو کافروں اور منافقوں کی پشتوں میں امانت اور ودیعت رکھ دیا ہوا ہے۔ اور ہمارا قائم آل محمدؐ (مہدی موعودؑ) ہرگز ظاہر نہ ہوگا۔ جب تک کہ خدا کی یہ تمام ودیعتیں اور امانتیں کفار کی پشتوں سے زائل اور خارج نہ ہولیں۔ پس جب یہ ودائع سب خارج ہو جائیں گے۔ تب امام مہدی علیہ السلام بھی ظاہر ہوں گے +

اہلسنت کی کتابوں کے علاوہ یہ روایت شیعوں کی تفسیر قمی میں بھی موجود ہے۔ اس میں جناب امیر علیہ السلام کا اپنے زمانہ کے منافقین سے جنگ کرنا اور خاموش رہنا بھی اسی مصلحت پر مبنی بیان

کیا گیا ہے۔ فتلبروا ولا تکن من الغافلین۔

رہا آنجناب کے وجود ذیجود کا اس زمانہ غیبت میں فائدہ اور اثر سو وہ عام ہے جیسا کہ روایات و زیارات کے کلمات سے ثابت ہے کہ الذی ببقائہ بقیت الدنیا و بوجودہ ثبتت الارض والسماء وبیمنہ رزق الورٰی۔ وغیرہ وغیرہ۔ کہ انہیں کے بقاء سے دنیا باقی ہے۔ انہیں کے وجود کی برکت سے زمین و آسمان اپنے مرکز پر ثابت ہے۔ انہیں کے یمن سے مخلوق کو روزی مل رہی ہے۔ پس جس طرح کہ آفتاب دنیا ابر کے نیچے غائب اور مستور ہونے کے باوجود سب کے لئے موثر اور مفید ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ آفتاب امامت بھی انظار سے مستور اور غائب ہونے کے باوجود قیام آسمان و زمین کا لنگر ہے۔ اور تمام ذرات اس کے وجود فائض الجود سے استفاضہ کرتے رہتے ہیں +

علامات ظہور امام مہدی موعودؑ کتب حدیث فریقین میں امام مہدی موعود علیہ السلام کے ظہور سے پہلے تقریباً چار سو خاص علامتوں کا ظاہر ہونا بیان کیا گیا ہے۔ زبردست آسمانی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اٰیتان تکونان قبل قیام القائم کسوف الشمس فی الاول من شہر رمضان وخسوف القمر فی اخرہ اور یہ جملہ بھی حدیثوں میں موجود ہے لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض یعنی دو آیتیں اور علامتیں یہ بھی ظہور مہدیؑ سے پہلے ظاہر ہو جائیں گی۔ ایک سورج گہن جو اول رمضان میں واقع ہوگا۔ دوسرا چاند گہن جو آخر ماہ رمضان میں ہوگا۔ اس روایت میں یہ عظیم الشان دونوں نشان ایک ہی ماہ رمضان میں ہونے کی پیشینگوئی کی گئی ہے۔ مگر دو خصوصیتوں کے ساتھ ایک یہ کہ ظہور امام سے قبل یہ دونوں ظاہر ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ خلاف قانون مستمرہ ظاہر ہوں گے۔ یعنی ایک ہی ماہ رمضان کے اول و آخر میں دونوں ظاہر ہوں گے۔ اور اس میں علامت اور آیت قرار پانے کی خصوصیت یہی ہے کہ یہ خسوفین خلاف قاعدہ مستمرہ واقع ہوگا۔ کیونکہ حدیث میں توضیح کی گئی ہے۔ کہ خدا نے جب سے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں۔ ان تواریخ میں کبھی کسوفین نہیں ہوئے +

اب سنئے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں بھی ایک مرتبہ ماہ رمضان میں سورج اور چاند گرہن ہوا تھا۔

لگے ہاتھ مرزا صاحب نے اس کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر عوام کو دھوکا دیا۔ کہ دیکھو میری صداقت پر چاند اور سورج نے گواہی دی ہے۔ اور روایتِ کسوفین کی پیشین گوئی میرے حق میں پوری ہو گئی۔ بس پھر کیا تھا۔ پانچوں گھی میں +

مخفی نہ رہے مرزا صاحب کی اس غلطی کا منشا بھی ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں۔ کہ مرزا قادیانی نے ۱۳۰۸ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ اور ۱۳۱۲ھ میں کسوفین ایک ماہ رمضان میں واقع ہوئے۔ مگر دو وجہوں سے ہم اس واقعہ کسوفین کو نشان تسلیم نہیں کر سکتے۔ ایک وجہ یہ ہے۔ کہ حدیث مذکور میں قبل قیام القائم کا جملہ موجود ہے۔ اور یہ کسوفین مرزا کے دعویٰ مہدویت کے چار برس بعد واقع ہوا ہے۔ اس لئے مخالف حدیث ہونے کے سبب کسی طرح یہ نشان نہیں قرار پا سکتا +

دوسری وجہ اس کے نشان قرار نہ پانے کی یہ ہے۔ کہ حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق مرزا صاحب قادیانی کے زمانے کا کسوفین ماہ رمضان کے اول و آخر میں واقع نہیں ہوا ہے۔ اور یوں تو ماہِ رمضان میں حسب قانون مقررہ ہمیشہ سے کسوفین ہوتے چلے آئے ہیں۔ پھر خلافِ حدیث یہ کسوفین کس طرح نشان مہدویت قرار پا سکتا ہے +

دیکھو! ہینتالیس برس کے گہنوں کی فہرست جو کتاب حدائق النجوم فارسی میں مرقوم ہے۔ اور رسالہ شہادتِ آسمانی مطبوعہ رحمانیہ مونگیر میں بھی ان ہنتالیس گہنوں کی فہرست بالتزام و مطابقت سنین ہجری دی گئی ہے جس کو مسٹر کیتھ کی کتاب "یوز آف دی گلوبس" سے نقل کیا گیا ہے۔ جس میں کسوف و خسوف کی جدول صـ ۲۷۳ سے صـ ۲۷۶ تک شائع کی ہے۔ اور کلیہ قواعد بیان کئے ہیں۔ جن کی رُو سے ابتدائی سنہ ہجری سے ۱۳۱۲ھ ہجری تک جن سالوں میں اسی التزام سے چاند و سورج گہن ماہ رمضان میں واقع ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد ۶۰ ہوتی ہے۔ اور ۱۷ کاذب مدعیانِ مہدویت کے زمانوں میں ماہ رمضان میں چاند و سورج گرہن اسی ترتیب سے ہوئے ہیں۔ جس ترتیب سے ۱۳۱۲ھ میں ہوا۔ اس اعتبار سے مرزا صاحب نے مذکورہ ۱۷ کی تعداد میں ایک کا اضافہ کر دیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مدعی مہدویت اور سفید جھوٹ نعوذ باللہ من النفس الامارۃ بالسوء والضلالۃ بعد الھدای۔

جملہ اہلِ اسلام کے لئے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ

پہلا کسوفین ۱۲۶۷ھ میں مطابق ۱۸۵۱ء ہندوستان میں ہوا۔ اس کے دیکھنے والے اس

وقت تک موجود ہوں گے۔ ان گہنوں کی تاریخ ۲۳ و ۲۸ رمضان ہے۔ اس وقت مرزا قادیانی کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی۔ کیونکہ انہوں نے کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴۶ میں اپنی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء بتائی ہے۔ اس حساب سے یہ کسوفین رمضان ان کے دعویٰ کرنے سے بہت پہلے ہے +

دوسرا کسوفین ۱۳۱۱ھ کے ماہ رمضان میں ہوا۔ جو ۱۸۹۴ء کے مطابق ہے۔ یہ امریکہ میں ہوا جس وقت مسٹر ڈوئی ۔ مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا۔ ہندوستان میں دیکھا ہی نہیں گیا۔ جنتریوں میں اس کسوفین کی تاریخ ۱۲ ہے۔ ۱۳ نہیں ہے۔ مرزا صاحب ہندوستان میں ہو کر اس کی تاریخ ۱۳ بتاتے ہیں۔ اور ”حقیقۃ الوحی“ میں اس کسوفین کو بھی اپنا نشان بتایا ہے۔ اور محض حوالہ دیدیا ہے۔ کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ مہدیؑ کے وقت میں ایسے گہن دو مرتبہ ہوں گے۔ حالانکہ کسی حدیث میں یہ مضمون وارد نہیں ہوا ہے۔ اور مزہ یہ ہے۔ کہ مدعی ہندوستان میں ہے اور نشان امریکہ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ جہاں کے باشندوں کو اس کے وجود کا علم تک نہیں ہے +

تیسرا کسوفین ۱۳۱۲ھ کے ماہ رمضان کی ۱۳ و ۲۸ - مطابق ۲۶ - مارچ کو ہوا یہی کسوفین ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے اپنے لئے آسمانی نشان مشہور کیا۔ اور دارقطنی کی روایت کا مصداق قرار دیا۔ حالانکہ چالیس برس کے گہنوں میں یہ تیسرا کسوفین ہے۔ جو ماہ رمضان میں قواعد مقررہ نجوم کے مطابق واقع ہوا۔ پھر یہ نشان اور آیت کیونکر قرار پا سکتا ہے جبکہ حدیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ لم تکونا منذ خلق السموات والارض۔ یہ جملہ حدیث کے شروع میں بھی ہے اور آخر میں بھی لم تکونا کی ضمیر تثنیہ لا محالہ سورج گہن اور چاند گہن دونوں کی طرف پھرتی ہے۔ کوئی دوسرا مرجع اس ضمیر کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس جملہ کے یہی معنی ہیں۔ کہ جب سے خدا تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس وقت تک یعنی مہدی موعود بالحق کے وقت تک ایسا کسوفین کبھی نہ ہوا ہوگا۔ اور اس سے پیشتر کسی وقت اس خارق عادت کسوفین کی نظیر نہیں مل سکتی +

اور مرزا قادیانی کے زمانہ کے کسوفین واقعہ ۱۳۱۲ھ کی نظیر تو ایک نہیں دو مرتبہ اس چھیالیس برس کے دوران میں ملتی ہے۔ ایک ۱۳۱۱ھ دوسری ۱۲۶۷ھ تو پھر معلوم ہوا کہ لم تکونا منذ الخ کی شرط اس میں ثابت نہیں ہے۔ اسلئے یہ کسوفین آیت اور نشان نہیں قرار پا سکتا۔ اور یہ مدعی مہدیت کاذب ہے +

اس تحقیق پر ہم کہتے ہیں۔ کہ مرزائیوں میں اگر کوئی دانشمند ہے۔ تو اب اس کو لازماً یہ ماننا پڑے گا۔ کہ ۱۳۱۲ھ کا کسوفین ماہ رمضان مرزا قادیانی یا کسی دوسرے مدعی مہدویت کی صداقت کا نشان نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے۔ تو مرزا صاحب نے اس کے معنے غلط سمجھے ہیں۔ حدیث میں جس کسوفین کو مہدیؑ کا نشان بتایا گیا ہے۔ وہ ایسا ہونا چاہئے۔ جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوا ہو۔ اور اجتماع کسوفین جو آدم سے لے کر اس وقت تک سینکڑوں مرتبہ ہو لیا۔ وہ کسی کی صداقت اور کذب کا نشان کیونکر ہو سکتا ہے + (باقی)

~~~ * ~~~
~~~

برکات المجالس

(نوشتہ جناب سید محمد اعجاز احمد صاحب رضوی اعجاز متوطن قصبہ ہلور ضلع بستی)

پہلی برکت مجالس عزا کی یہ ہے۔ کہ توحید کی تعلیم ہوتی ہے۔ یعنی وہ توحید جس کی تعلیم رسول اللہ صلعم نے دی تھی۔ اور امیر المومنین ؑ نے کہ انسان اپنے کو فنا فی اللہ سمجھے۔ اور بجز خداوند عالم وحدہٗ لاشریک نہ کوئی مالک ہے۔ نہ رازق۔ اسلام کو ہمیشہ اس پر فخر و ناز رہا کہ توحید کی تعلیم میں نے دی۔ مخالفین اسلام نے بھی اس دعویٰ کو بصدق دل قبول و منظور کیا۔ کہ توحید کو جیسا اسلام نے سمجھایا اور پھر سمجھایا۔ مگر کسی نے نہ مانا۔ لیکن حیف ہے۔ کہ مسلمانوں نے اسقدر سمجھا کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ زبان سے کہدیا۔ کچھ عمل نہ کیا۔ اگر کیا تو رسول اللہ صلعم نے یا امیر المومنین ؑ نے یا ان کی اولاد طاہرین نے ہر لحظہ ہر بات میں بتا دیا کہ لا الٰہ الا اللہ کے کیا معنی ہیں اور کیونکر یقین کرنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول خدا صلعم تنہا ایک نخل کے زیر سایہ استراحت کر رہے ہیں۔ اس اثنا میں ایک کافر آتا ہے اور آپ کو تنہا پا کر چاہتا ہے کہ قتل کر دوں اور حضرت صلعم سے یوں کہتا ہے۔ کہ آپ کو اس وقت کون بچا سکتا ہے۔ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ۔ اور ہاتھ اس کا لغزش کرتا ہے۔ اور شمشیر آبدار گر جاتی ہے۔ حضرت صلعم نے پوچھا اب تجھ کو کون بچا سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کوئی نہیں۔ پھر وہ اسلام لاتا ہے۔ صدق دل سے مومن ہوتا ہے۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد۔

جناب امیر ؑ ایک کافر کو بارادہ قتل زمین پر گراتے ہیں اور وہ بے ادبی کرتا ہے۔ حضرت ؑ ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ وہ سوال کرتا ہے کہ کیوں چھوڑ دیا۔ حضرت ؑ نے فرمایا۔ پہلے تو میں خدا کی رضا کے لئے قتل کرتا تھا۔ اور اب شرکت نفس ہو گئی۔ اس لئے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ کہ جب وہ جذبۂ نفسانی کم ہو۔ تو تیرا کام تمام کر دوں۔ آنحضرت کا جو کام تھا۔ وہ محض رضائے خداوند عالم کے لئے کہ جس سے وہ خوش رہے اور کجی راہ راست پر چلے۔ اس لئے رسول اللہ صلعم نے روز بعثت سے جناب امیر ؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا۔ کہ اس کا حق پانا اسی میں منحصر ہے۔ مگر چونکہ حضرت صلعم کو تعلیم الٰہی سے معلوم تھا۔ کہ جو لوگ طمع دنیا سے ایمان لائے ہیں۔ وہ کبھی نہ منظور کریں گے۔ اس لئے حضرت صلعم نے جناب امیر ؑ کو وصیت آخری فرمائی۔ کہ جب تک اعوان و انصار نہ پاؤ تم صبر کرنا۔ جس کو خود امیر ؑ نے اپنے خطبے میں بھی ظاہر کیا۔ اری تراثی نہبا اپنی میراث کو لٹتے دیکھتے ہیں۔ مگر وصیت رسول

کے خلاف نہیں کر سکتے۔ غرض توحید ہی کی تعلیم تھی جس کے لئے رسول اللہ نے کافروں سے جہاد کیا۔ اور توحید ہی کی تعلیم تھی جس کے لئے وصیت کی تھی کہ جب تک انصار حق نہ فراہم ہوں تم جہاد نہ کرنا۔ ایسے لوگ بھی تو قائل لا الہ الا اللہ ہو لئے۔ اگرچہ زبان ہی سے سہی۔ اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائیں اور پھر لات وغیرہ کی پرستش نہ کرنے لگیں۔ اسی مصلحت سے حضرت ؑ نے ان منافقوں کو تہ تیغ نہ کیا۔ جن کی مشہور تعداد ۱۲ تھی۔ حضرت کو ان کا ارادہ بھی معلوم ہوا اور نام بھی۔ چونکہ یہ لوگ مسلمان مشہور ہو گئے تھے۔ اس لئے جناب امام حسین ؑ نے اپنے استغاثہ میں کہہ دیا۔ کہ یہ لوگ درحقیقت مسلمان نہیں ہیں چنانچہ فرمایا۔ ھل من موحد یخاف اللہ فینا ۔ کہ آیا کوئی ایسا موحد ہے۔ جو خدا سے خوف کرے ہمارے بارے میں جس کے صریحی معنی ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص موحد ہوگا۔ تو توحید کا ضرور قائل ہوگا۔ تو وہ ضرور خدا سے خوف کرے گا۔ اور خدا سے خوف نہ کرنا اس کی علامت ہے۔ کہ وہ موحد نہیں ہے۔ خدا پر اعتقاد نہیں رکھتا ✦ (باقی آیندہ)

سلام

(نتیجۂ فکر حماد اہلبیت باقر علی صاحب اکبر بی اے منشی فاضل ایمپرس روڈ لاہور)

ہے غم افزا کس قدر یہ ماتم شبیرؑ بھی
اشک خون برسا رہے ہیں سب جواں بھی پیر بھی

آ کے اعدا سے مخاطب یوں ہوئے رن میں حسینؑ
ہے کہیں ثابت مسلمانوں میری تقصیر بھی

تین دن کی پیاس کیا کم تھی کہ برسانے لگے
تیغ بھی خنجر بھی نیزے بھی سناں بھی تیر بھی

لاشۂ اکبر پہ جا کر شہؑ نے یوں فریاد کی
ہائے نانا کی میرے اب لٹ گئی تصویر بھی

کس قدر تھا شاہ کو امت کی بخشش کا خیال
دیدیا فدیہ میں اصغرؑ سا وہ اک بے شیر بھی

آئی جب اکبرؑ کی میت رو کے بانو نے کہا
ہائے کس درجہ بری نکلی مری تقدیر بھی

بہر سناں پر بھائی کا صحرا یہ صحرا تھا اگر
قید میں منزل بہ منزل ساتھ تھی ہمشیر بھی

پا پیادہ لے گئے عابد کو ظالم اس طرح
طوق تھا گردن میں اور پاؤں میں تھی زنجیر بھی

مدحت شبیرؑ میں افسرؔ یہ کیا کیا لطف ہے
جام کوثر ہے صلہ میں خلد کی جاگیر بھی

زائرین مشہد مقدس کو اطلاع

لاہور ۷ ستمبر گورنمنٹ نے اعلان شایع کیا ہے۔ کہ ایران کی گورنمنٹ اس بات پر اصرار کرتی ہے کہ آیندہ ہندوستان سے جو لوگ ایران آنا چاہیں وہ اپنے پاسپورٹوں پر ایرانی سفرا مقیم ہندوستان سے منظوری حاصل کر لیا کریں۔ لہٰذا تمام ایسے اصحاب کو جو ایران کے سفر کا ارادہ رکھتے ہوں۔ مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے پاسپورٹ ایرانی سفرا مقیم کلکتہ بمبئی یا کراچی کو دکھا لیا کریں۔

ایران اور پردہ

جس طرح آپ کے ہندوستان کے اخبار ٹائمز آف انڈیا نے جو آج میری نظر سے گذرا ہندوستان میں یہ شہرت دی ہے کہ ایران سے پردہ رخصت ہو رہا ہے۔ اور حکومت اس سلسلہ میں پردہ اُٹھانے کے لیئے ایک قانون نافذ کرنے والی ہے۔ اُسی طرح یہاں کے اخبار بغداد ٹائمز نے بھی اپنے ہمدان کے نامہ نگار کی چھٹی کے ذریعہ سے یہاں بھی یہی شہرت دی ہے۔ اور لکھا ہے کہ چند ہفتہ میں جب نئی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوگا۔ تو حکومت ایران کی طرف سے بعض نہایت دُور رس نتائج رکھنے والی اصلاحات جاری کی جاویں گی جس میں موقوفی پردہ بھی شامل ہے سمجھے اس افواہ کو اس لیئے یقین نہ کرنے کے کافی وجوہ ہیں کہ اگر حکومت ایران کا ایسا خیال ہوتا۔ تو ایرانی جرائد اس قسم کی اطلاعات سے خالی نہ ہوتے بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ اگر حکومت ایسا کرنا چاہتی تو ایرانی اخبارات میں اس کا تائیدی پروپیگنڈا پہلے سے شروع ہو گیا ہوتا۔ میرے خیال میں یہ اطلاع کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی اور شاید اس وجہ سے مشہور کیجا رہی ہو۔ کہ اس طریقہ سے حکومت ایران کو عالم اسلام کی نگاہوں میں مشتبک کیا جلائے۔ عراق میں اس خاص اطلاع سے کوئی خاص اثر نہیں لیا جا رہا ہے۔ بلکہ عراقی اسے ایران کے خلاف محض ایک پروپیگنڈا خیال کرتے ہیں خدا کرے کہ ایسا ہی ہو +

ہز ہائینس میر صاحب خیرپور کی بحالی صحت

ہمیں ٹائمز آف انڈیا بمبئی کے نامہ نگار پونہ کی اس اطلاع سے جو اخبار مذکور کی تازہ اشاعت میں درج ہوئی دلی مسرت ہوئی۔ کہ ہز ہائینس میر صاحب خیرپور بالقابہ جو ۳ ماہ سے سخت علیل اور ڈبل نمونیہ کے سے موذی مرض میں مبتلا تھے اب رُو بہ صحت ہیں اور پونہ میں ۳ ماہ صاحب فراش رہنے کے بعد چند روز میں ریاست خیرپور تشریف لیجانے والے ہیں۔ اس مسرت میں اس اطلاع سے اور اضافہ ہوا کہ معاملات ریاست کے متعلق حکومت ہند اور آپکے معاملات کو طے کرنیکے لیئے بااثر والیان ملک و راجگان نے جو کوشش کی تھی وہ نتیجہ خیز ہوئی اور تمام معاملات

نوٹ :- صیغہ اشتہارات کی صداقت کے مشتہرین خود ذمہ وار ہیں۔ (منیجر)

تنازعے طے ہو گئے۔ ابھی تک نامہ نگار موصوف نے یہ تفصیل نہیں بتائی ہے کہ کن شرائط پر سمجھوتہ ہوا۔ لیکن ہولے ہنس کے فوراً ہی خیرپور کی روانگی سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ تمام معاملاتِ نزاعی کا ایک قابلِ عمل سمجھوتہ ہو گیا۔ خدا کرے کہ یہ سمجھوتہ والیِ خیرپور کی مرضی کے مطابق ہوا ہو۔ اور اس میں اُن کے اور اُن کی ریاست کے مفاد کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہو +

دولتِ علیہ ایران اور اوقافِ مذہبی

ایران کے ادارۂ اوقاف کی طرف سے ایک حکمنامہ تمام ولایات کو شائع ہوا ہے۔ کہ جس قدر اوقاف ملک میں موجود ہیں اُن کے متولی اپنے وقف نامے اور اُس کی تفصیلی حالت سے حکومت کو اطلاع دیں اور جو کوئی اس میں تساہلی کرے گا وہ خائنِ وقف اور متمرد کے درجہ میں شمار کیا جائے گا اور اُس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی +

رسالہ الجنّ اس کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے اس رسالہ میں جنّ شیاطین اور ملائکہ کی حقیقت پر علمی بحث کی گئی ہے اور اسکے متعلق بہت سے اہم مسائل کو بدلائل و براہین حل کیا گیا ہے۔ اس کے مفید ہونے کیلئے یہ کافی ضمانت ہے کہ یہ رسالہ "الجنّ" تصنیف جناب قبلہ علامہ ہندی مولانا سید احمد صاحب مجتہد لکھنؤ ہے۔ جس کو بسلسلہ اشاعت انجمن علویہ پنجاب لاہور نے طبع اور شائع کیا ہے سیکرٹری صاحب انجمن سے ۲ر کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمایئے +

الحافظ

جلد اول کے پرچہ جات نمبر ۲-۳-۵-۸-۹-۱۲ یعنی بابت اپریل، مئی، جولائی، اکتوبر، نومبر و فروری ۱۹۲۵ء اور جلد دوم و سوم مکمل تقریباً ۳۰ ہیں۔ ۴۰ اور ۲ جلد اول بقیہ نسخے دفتر میں موجود ہیں۔ عمر برائے فی جلد دوم و سوم ۱۲ روپیہ اور ۲ روپیہ فی جلد یا وہ بذریعہ وی پی روانہ ہو سکتی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ کیونکہ ذخیرہ کے ختم ہونے پر افسوس ہوگا۔ الحافظ کی ان قیمتی مجلدات میں وہ معرکۃ الآرا مضامین درج ہیں کہ مشکل سے ملیں گے۔ ان کے ہمراہ ایک تصویر شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ بھی مفت روانہ ہوگی۔

(مینیجر الحافظ لاہور)

الحافظ میں اجرت اشتہارات

تعداد	ایک صفحہ	نصف صفحہ	چوتھائی صفحہ
سالانہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ششماہی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سہ ماہی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ماہانہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

... پریس لاہور میں باہتمام ... عبداللہ ... پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر الحافظ کوچہ قاضی خانہ لاہور سے شائع ہوا